SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, November 13, 1998

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty seven minutes after ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم
استوٰی علی العرش یغشی الیل النھار یطلبہ حثیثاً والشمس
والقمر والنجوم مسخرٰت بامرہ۔ الا لہ الخلق والامر۔ تبرک
اللہ رب العٰلمینo ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ۔ انہ لا یحب
المعتدینo ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلا حھا وادعوہ خوفا
و طمعا۔ ان رحمت اللہ قریب من المحسنینo

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے)۔ یہ خدائے رب العالمین

بڑی برکت والا ہے۔ (لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question Hour. Question No.59, Sajid Mir Sahib. On his behalf Dr. Abdul Hayee Baloch sahib.

@59. *Mr. Sajid Mir: Will the Minister for Planning and Development be pleased to state the total amount sanctioned by the Government for various development projects in Dera Ghazi Khan Division from 1993 to 1997?

Minister for Planning and Development: An amount of Rs. 70,984 million has been allocated to the various development projects located in D. G. Khan Division in Federal PSDP since 1993-94. Year-wise detail is at Annex-A.

Annex-A

PSDP ALLOCATIONS 1993-99 IN

D. G. KHAN DIVISION

(Million Rs.)

S.No.	Year	PSDP Allocation
1.	1993-94	13444
2.	1994-95	12622
3.	1995-96	8847

@ Transferred from the Finance Division

(Million Rs.)

S.No.	Year	PSDP Allocation
4.	1996-97	4267
5.	1997-98	10121
6.	1998-99	21683
	Total:	70984

Mr. Chairman: Supplementary question.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ ڈیرہ غازی خان کو جیسے بتایا گیا ہے کہ اتنا زیادہ فنڈ دیا ہے ۔ جناب والا! صدر فاروق لغاری کے بعد بہت سے کام ویسے کے ویسے ہی رہ گئے ہیں۔ میں خاص طور پر سخی سرور سے جانے والی سڑک کا ذکر کر رہا ہوں کہ وہ اتنی خستہ حالت میں ہے کہ بیک وقت دو ٹرک اس پر سے گزر بھی نہیں سکتے اور اگر ڈرائیور کی طرف سے تھوڑی سی بھی غفلت ہو جائے تو گاڑی کھڈ میں گر سکتی ہے جس کی گہرائی سو فٹ سے بھی زیادہ ہے۔

جناب والا! بلوچستان کے علاقوں ژوب، لورالائی اور قلعہ سیف اللہ کی منڈی ڈیرہ غازی خان اور ملتان ہے اور اس روڈ پر ٹریفک گھنٹوں کے حساب سے رک جاتی ہے اور لوگ تنگ آ کر ایک دوسرے سے لڑ بھی پڑتے ہیں۔

جناب والا! میں ڈیرہ غازی خان کے شہر میں بھی گیا ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ جو کام ادھورا رہ گیا وہ اب ایسے ہی پڑا ہے۔ جناب والا! اگر صدر چلا گیا ہے تو کیا ہوا۔ لوگ تو آتے جاتے رہتے ہیں لیکن عوام کے مفادات کے جو کام ہیں ان کو ہوتے رہنا چاہیئے۔

جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لوگوں کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ادھورے کام مکمل کرنے کے لئے وزیر صاحب کیا اقدامات کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی یسٰین خان وٹو۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب والا! سڑکوں کے بارے میں تو کئی سکیمیں ہوتی ہیں اور کچھ صوبے کی ہوتی ہیں اور کچھ فیڈرل گورنمنٹ کی ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! یہ فیڈرل گورنمنٹ کی سکیم ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ ٹھیک ہے اگر وہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہے اور اس میں کوئی کوتاہی ہے تو میں محکمے کو instruct کروں گا کہ وہ اسے مکمل کرنے کی کوشش کرے۔

جناب چیئرمین۔ جی قطب الدین صاحب۔

Khawaja Qutabuddin: Here it has been stated that approximately 71 billion has been sanctioned for the various projects. Would the honourable Minister state how much amount has been utilized in these projects and how much amount still remains to be utilized?

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب والا! یہ 1993-1997 کے چار سالوں کے بارے میں ہے۔

جناب چیئرمین۔ وہ کہتے ہیں کہ 71 billion سے کتنا استعمال ہو گیا ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب والا ! میرے پاس یہ تفصیل تو ہے کہ کن کن سکیموں کے لئے allocated ہے لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ اس میں سے کتنا استعمال ہو چکا ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں فاضل وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو allocations ہوئی ہیں اگر ان کو دوسرے less developed divisions سے compare کیا جائے تو کیا یہ بہت زیادہ نہیں ہے اور اگر بہت زیادہ ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب والا! یہ چونکہ ایک ڈویژن سے متعلق سوال تھا اس لئے دوسرے ڈویژن کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ اگر وہ یہ سوال دے دیں تو میں انشاء اللہ تقابلی جائزہ پر مشتمل جواب دے دوں گا۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! فاضل وزیر صاحب اس سے ناواقف ہیں کیا۔ اگر ناواقف ہیں اس supplementary سے تو الگ بات ہے۔ اگر واقف ہیں تو کم ازکم یہ جواب دے دیجئے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں کہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے لئے مسلسل اتنی رقوم خرچ

کی جا رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: 1993ء کے بعد ڈیرہ غازی خان کی ایک خاص حیثیت ہو گئی تھی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: پہلے تو عرض یہ ہے کہ یہ presume کر لینا کہ باقی ڈویژن سے یہ رقم زیادہ ہے ۔ یہ میرے خیال میں درحقیقت ساری چیز سامنے نہ ہونے کی بنا پر ہے۔ لیکن یہ مفروضہ درست نہیں ہے۔ پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ کوئی خاص ایک سکیم ہو سکتی ہے جو ملکی لحاظ سے اہمیت رکھتی ہو اور وہ ایک خاص علاقے میں واقع ہو۔ مثلاً پارکو '(پاک عرب ریفائنری) اس کے لئے 42.5 billion رقم ہے۔ یہ ایک national level کی سکیم ہے۔ اگرچہ located ایک ڈویژن میں ہے یا ایک خاص مقام پر ہے لیکن اس کا تعلق سارے ملک کی development سے ہے۔ تو یہ کہنا کہ یہ 42 billion صرف ایک ڈویژن کے لئے ہے' شاید یہ مناسب نہیں ہوگا۔ اس طرح تقابلی جائزہ لینا پڑے گا چونکہ باقی ڈویژنوں کے بارے میں سوال نہیں تھا ۔ پاکستان میں اتنے ڈویژن ہیں۔ اس کے بارے میں پوچھا نہیں گیا کہ ان کی سکیمیں کیا تھیں۔ کتنے پیسے allocate کئے گئے ۔ چار سال کی information لینی ہے کہ allocations کیا تھیں۔ اس میں سے پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے' جو فاضل ممبر صاحب نے کہا ہے۔

جناب چیئرمین: سیف اللہ پراچہ۔

جناب سیف اللہ پراچہ: جناب یہ 71 billion رقم بنتی ہے تقریباً۔ کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس میں بڑے بڑے projects کون سے ہیں۔ نمبر دو یہ کہ PSDP دوسرے صوبوں کے لئے بھی ہے۔ مثلاً بلوچستان کے لئے ' فاٹا اور فرنٹیئر کے لئے بھی ہے جیسے ماضی میں ہوتا تھا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب major projects میں ایک تو پارکو ہے۔ اس کے بعد 397 MWCCP, Kot Addu Unit 13 to 14 ہے۔ اس کا 11 billion ہے۔ 225 MW Combines Kot Addu 9-10 ہے ۔ اس کے لئے 2.7 billion اور اسی طرح Kot Adu 11-12 کے لئے 3.5 billion۔ اس کے بعد 320 MW OSP Muzaffargarh Unit 4 کے لئے 5 billion اسی طرح کی یہ بارہ سکیمیں ہیں۔

جناب چیئرمین: دوسرا سوال یہ تھا کہ یہ جو PSDP سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام باقی

ڈویژنوں یا صوبوں کے لئے بھی ہے یا صرف ڈیرہ غازی خان کے لئے ہی ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: باقی کے لئے بھی ہے۔ یہ سارے ملک کے لئے ہے۔

Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, supplementary question

جناب بہت تھوڑے سوال ہیں۔ جناب میں یہ پوچھنا چاہوں گا، کیونکہ سابق صدر کا ذکر ہو رہا تھا تو 1997-98 تک تو ان کا دباؤ تھا یا جو بھی تھا۔ 1998-99 میں اکیس ارب روپے ڈی جی خان کے لئے PSDP allocation کے تحت رکھے گئے ہیں۔ یہ کن سکیموں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ دو چار major schemes جن پر زیادہ خرچ ہو رہا ہے ان کا بتائیں۔

جناب چیئرمین: یہ on going schemes ہوں گی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: یہ جناب جو سکیمیں جاری ہیں ان کے لئے provide کئے گئے ہیں اور کچھ نئی سکیموں کے لئے بھی ہے۔ اس میں میں فرق ظاہر نہیں کر سکتا لیکن exactly اگر جواب چاہیئے تو fresh notice دیں یا پھر میں پتہ کر کے اطلاع کر سکوں گا۔

جناب چیئرمین: جناب قائم علی شاہ صاحب۔

سید قائم علی شاہ: جناب اکیس بلین روپے کی allocation ہے لیکن یہ بتائیں کہ ان میں سے کتنا خرچ ہو چکا ہے ان چھ سالوں میں؟

جناب چیئرمین: نہیں، وہ سوال پوچھا گیا تھا ان کے پاس تفصیل نہیں ہے۔ جی جناب تاج حیدر صاحب۔

جناب تاج حیدر: 1998-99 میں ۲۱ بلین آپ نے رکھا ہے ڈیرہ غازی خان کے لئے۔ ٹوٹل development budget کتنا ہے 98-99 کے بجٹ کا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! اس وقت میرے پاس figures نہیں ہیں، میں لے کے بتا دوں گا۔

جناب تاج حیدر: جناب یہ 80 بلین ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک چوتھائی رقم صرف ڈی جی خان پہ صرف ہو گی۔

جناب چیئرمین: یہ پتہ کریں جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب پتہ کرکے میں بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی جناب قطب الدین صاحب۔

خواجہ قطب الدین : جناب اس میں honourable Minister نے فرمایا کہ کچھ رقم allocate کی گئی کوٹ ادو ----

جناب چیئرمین: یہ ہو نہیں سکتا تاج حیدر صاحب ' it looks very strange کہ ایک چوتھائی صرف ڈی جی خان پر of total budget, it does not make sense to me. چلیں یہ پتہ کرواتے ہیں۔ وٹو صاحب یہ پتا کرکے بتائیں کہ واقعی یہ figure صحیح ہے اور نمبر دو کیا ٹوٹل بجٹ کا چوتھائی حصہ ڈیرہ غازیخان پہ لگ گیا ہے؟ یہ ہو نہیں سکتا۔ یہ کچھ گڑبڑ لگتی ہے۔

خواجہ قطب الدین : جناب میرا سوال رہتا ہے۔ کوٹ ادو پراجیکٹ کو تو privatize کر دیا گیا تھا تو اس کے لئے جو رقم allocate کی گئی ہے ' اس کی تفصیل بتائیں گے ۔ جبکہ یہ project privatize ہو چکا ہے اور National Power نے اس کو take over کیا ہے تو پھر یہ development budget اس کے لئے کیوں allocate کیا گیا ہے۔ کیا کوٹ ادو پراجیکٹ الگ ہے from the project which has been privatized, one...

جناب چیئرمین: نہیں کوٹ ادو پراجیکٹ پہ کہاں خرچ ہوا ہے؟

خواجہ قطب الدین : جناب یہ allocation جو ہوئی ہے۔ honourable Minister نے بتایا کہ certain amount has been allocated for the Kot Addu project. یہ privatize ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: کیوں جی صحیح ہے ؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جی میں نے یہ عرض کیا کہ اتنی رقم allocate ہوئی اس project کے لئے ۔

جناب چیئرمین: کس project کے لئے ۔ کوٹ ادو کا power project ہے ' اس

یہ خرچ ہوا ہے۔؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو : یہ جو بارہ projects ہیں ۔ کوٹ ادو کے کئی units ہیں۔ یہ 397MW کا ایک ہے ۔

جناب چیئرمین: وہ تو سڑک ہے جی۔ آگے چلیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : ہاں جی گیارہ بلین ہے۔ ایک 224 MW کا ہے۔ اس کا 2.7 بلین ہے۔

جناب چیئرمین: یہ کیا ہے۔ اس کا پورا نام بتائیں کہ یہ کیا پروجیکٹ ہے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو : Combined Cycle Kot Addu Unit 910.

خواجہ قطب الدین : کیا یہ پراجیکٹ وہی ہے جو National Power کو بیچ دیا گیا یا کسی دوسری چیز کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب یہ تو نیا سوال ہو گا ۔ یہ اگر پتا کرنا چاہتے ہیں کہ کونسا بیچا گیا ہے تو علیحدہ جواب دیا جائے گا لیکن یہ جو سوال کے مطابق ہے کہ اتنی رقم allocate ہوئی اس پراجیکٹ کے لئے۔

جناب چیئرمین: اچھا ۔ جی پراچہ صاحب فرمائیے۔

جناب احسان الحق پراچہ : میں پوچھوں گا وزیر صاحب سے کہ 1997-98 میں total allocation PSDP میں تقریباً 10.00 بلین ہے اور 1998-99 میں یہ فرما رہے تھے کہ on going ہے، اس میں ۲۱ کی ہے۔ تو دس بلین تو ساری allocation تھی، اس میں on going کتنا ہو گا۔

Mr. Chairman : I think, there is some mistake

وہ اس کا پتہ کر کے بتائیں گے۔

جناب احسان الحق پراچہ : جی کب بتائیں گے ۔ تو اس کو defer کر دیں۔

جناب چیئرمین: کوشش کریں کہ آج ہی پتہ چلے جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جی میں پتہ کرواتا ہوں کہ اس میں کیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ پتہ کر کے بتائیں - کیا یہ figure 21 بلین کی for 1998-99 درست ہے؟ اور کیا یہ سارے پاکستان کے development budget کا ایک چوتھائی بنتا ہے۔ یہ سوال پوچھا گیا ہے - This is an important question. اس کا ذرا پتہ کر کے بتائیں۔ جی next question. جی، نمبر 124 محمد انور خان درانی صاحب ۔

124. ***Mr. Muhammad Anwar Durrani:** Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the name, designation and length of service of the Doctors sent abroad during the last five years to attend courses, seminars, or for higher studies indicating also the period of their stay abroad and the amount spent in each case; and

(b) the criteria for the nomination of doctors for the above purpose?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: (a) Ministry of Health has not sent abroad any doctors on Government expenses to attend courses seminars or for higher studies during last five years.

(b) Candidate should be:

(i) Government employee with 3 years service.

(ii) Nominated by respective provincial government/federal health institutions.

(iii) Having the qualification and experience prescribed by the sponsoring agency.

Mr. Chairman: On his behalf answer taken as read. Any supplementary question? Yes, Dr. Hayee Baloch sahib.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب والا ! یہ جو training دیتے ہیں specialization

کے لئے ڈاکٹرز کو تو ہمیں بلوچستان والوں کو خاص شکایت ہے ۔ ہم آپ کے توسط سے عرض کریں گے کہ جب بھی انٹرویو وغیرہ کے لئے کال دیتے ہیں کہ آپ کو بلانا ہے، آپ آئیں یا اس کے لئے آپ کو موقع دیا جاتا ہے تو کال لیٹر اتنی دیر بعد بھیجتے ہیں کہ اس کا ٹائم گزر جاتا ہے جیسے ایک مہینہ یا دو مہینے پہلے فارن انسٹی ٹیوشن مانگتے ہیں تو آپ ہمیں لیٹ کیوں دیتے ہیں۔جب ہم پہنچتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ اب وقت ختم ہو گیا۔ آپ خوامخواہ آ گئے ہیں، وہ تو ہم نے بھیج دیئے ۔میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں کہ یہ اسلام آباد کی ایک سازش ہے۔یہ ایک ڈیپارٹمنٹ میں نہیں ہے ۔میں ہیلتھ کا نہیں کہہ رہا ہوں، سارے محکموں کا کہہ رہا ہوں۔ ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک ہے اور ہمارے لوگ دھکے کھا کر واپس چلے جاتے ہیں۔ان کو لیٹر اس وقت ملتا ہے جب لوگ abroad چلے جاتے ہیں۔میرا وفاقی حکومت کے تمام محکموں سے سوال ہے ۔۔۔

جناب چیئرمین۔ پہلے تمام محکموں کو جمع کر لیں ۔ اس سوال کا جواب دے دیں گے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔یہ کب تک مذاق کرتے رہیں گے ۔ آخر ہمیں ٹریننگ چاہیئے۔ ہمیں بھی سپیشلائزیشن چاہیئے ۔ ہماری بھی سیٹیں ہیں اور ہماری سیٹیں آپ اس طرح کیوں غبن کر لیتے ہیں۔اپنی مرضی اور اپنی پسند کے لوگوں کو آپ بھیجتے ہیں اور ہم ویسے کے ویسے ہی رہ جاتے ہیں۔یہ سوال ہیلتھ سے بھی ہے اور باقی محکموں سے بھی ہے ۔اس کا ازالہ آپ کب کریں گے۔

جناب چیئرمین۔تو پہلے ہیلتھ سے پوچھ لیتے ہیں ۔ جی جناب ہیلتھ منسٹر صاحب، آپ کو ان کا سوال سمجھ آیا۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ سوال مجھے سمجھ نہیں آیا۔

جناب چیئرمین۔ان کا سوال یہ ہے ۔۔۔ آپ کا جواب تو یہ ہے کہ کسی کو بھیجا ہی نہیں۔ ان کا سوال تمام محکموں سے ہے اور آپ ان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جو سکالر شپ ہوتی ہیں یا اور جو اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں تو اس سلسلے میں آدمی کو eleventh hour پر اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کو آنا ہے، وہ آتا ہے تو دھکے کھا کر

واپس چلا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک ہو رہا ہے۔ یہ فرما رہے ہیں۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ان کی observation سے سو فیصد متفق ہوں۔ ہوتا یہی ہے دور دراز کے علاقے والوں سے، intentionally یا unintentionally result یہی ہوتا ہے کہ دور دراز علاقے یا صوبے والے رہ جاتے ہیں۔اب یہاں میں نے ہیلتھ میں آ کر دیکھا، اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ میں ان کے اس مشاہدے سے متفق ہوں۔ یہاں یہ ہوتا ہے کہ اسلام آباد میں جو ڈاکٹرز بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو ترجیح مل جاتی تھی یا زیادہ دور تک چلے جائیں تو نمبر ۲ پر پشاور والوں کو ترجیح مل جاتی تھی----میرے پاس ریکارڈ ہے۔ میں ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔میں ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ یہ بات ان کی صحیح ہے۔ نمبر ۳ پر لاہور والے جاتے ہیں۔ میں پسماندہ علاقے ملتان سے ہوں۔ اس کا مجھے خود احساس ہے۔ سندھ یا سرحد کے بھی جو دور دراز علاقے ہیں، وہاں سے ان کے particulars پہنچتے پہنچتے دیر ہو جاتی ہے۔ پھر گورنمنٹ کا سسٹم ہے۔ پنجاب گورنمنٹ اس میں سب سے پیچھے ہے۔ کیونکہ انہوں نے سسٹم اتنا پیچیدہ کیا ہوا ہے کہ ان کے افراد کے آتے آتے وہ سارا مسئلہ ہی ختم ہو چکا ہوتا ہے۔تو اس مرحلے پر ہم نے اس پر دوبارہ غور کیا اور ان کو ہدایات دیں۔ پنجاب کی گورنمنٹ سے بھی کہا۔ یہ ہمیں صوبائی گورنمنٹ نے دینا ہوتا ہے۔ ہم سب Governments کو وقت پہ بھیج دیتے ہیں۔یہ اس میں ایک change لے کر آئے ہیں۔ریکارڈ اٹھائیں۔ اگر نام بھی چاہیں تو میں اس ڈیڑھ سال کے اندر بتا سکتا ہوں کہ خاص طور پر بلوچستان کے دور دراز کے علاقوں کو میری منسٹری میں سب سے زیادہ اہمیت ملی ہے۔ سب سے زیادہ بلوچستان والوں کو ملی ہے۔ پھر سندھ کو ملی ہے۔پھر ملتان کو ملی ہے۔پھر لاہور اور پشاور کو۔ اس کے باوجود بھی یہ بات صحیح ہے کہ اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے لوگ وافر حصہ لے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔جی جناب مصطفیٰ کمال رضوی صاحب۔

Mr. Mustafa Kamal Rizvi: Thank you, Mr. Chairman.

جو سوال پوچھا تھا درانی صاحب نے وہ یہ تھا کہ جی کتنے لوگوں کو پانچ سال کے اندر the Health Ministry has sent to different places in the world for courses and seminars. جو جواب دیا ہے منسٹر صاحب نے وہ یہ ہے کہ پانچ سالوں میں کسی کو بھیجا ہی نہیں ہے۔ تو it is

بھیجا ہی پر government expenses کہ جی پانچ سال کے اندر very alarming to find out

نہیں گیا' I mean what is the reason کہ پانچ سال میں you did not feel that on such an

important subject as health, why the doctors have not been sent abroad for

seminars and courses? یہ وجوہات پہلے وزیر صاحب مجھے بتائیں گے کہ کیا وجہ تھی کہ پانچ

سال میں لوگوں کو ان courses کے لئے نہیں بھیج پائے اور دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ اگر

پانچ سال کے اندر نہیں گئے ہیں مگر جو پہلے گئے تھے ' یا پہلے اگر کوئی ایسے courses پر گئے

بھی ہیں تو ان میں سے کتنے لوگ واپس آئے ؛ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت بھیجتی ہے

finance ' کرتی ہے and then they go abroad for courses and seminars and such

other things but they never come back. چونکہ عموماً دیکھا یہ گیا ہے کہ بھیجنا تو ضرور چاہیئے

that's a fore most preference, they must be sent abroad for courses and seminars

and other things but what does the government do to protect its investment in

these doctors, who have been sent abroad. کہ واپس وہ نہیں آتے ۔ What sort of

incentives do they give them? کہ بھئی آپ کورسز یا وہ چیز کرکے آئیں گے تو what sort

of incentives do they give further

جناب چیئرمین۔وزیرصحت۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی ۔ جناب میرے خیال میں فاضل ممبر کو سوال کی نوعیت

سمجھنے میں کچھ دقت پیش آئی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ ۵ سال میں کوئی

باہرگیا ہی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہاں پر جو officially on government expenses بھیجے

جاتے ہیں ۔ that is true, in the last five years nobody is sent on the public

exchequer جو amount تھا it was not provided for that لیکن اس کے باوجود ہم نے نیچے

criterion بھی دیا ہوا ہے۔ جو پہلے ہی گورنمنٹ میں ہیں اس سلسلے میں یہ ہوتا ہے ہر سال میں'

اگر آپ ریکارڈ مانگیں گے تو وہ بھی میں لے آؤں گا۔ یہ صرف یہ ہے کہ اس وقت جو

International forums ہیں ' UNICEF, WHO, SAARC ہیں اس کے علاوہ کچھ ملک' جیسے

جاپان کا جائیکا ہے ' یہ سکالرشپ دیتے ہیں اس کے لئے بلاتے ہیں۔ اس کے لئے criterion laid

down ہے۔ اس کے مطابق تقریباً روزانہ یا دوسرے روز ۲، ۳، ۴ لوگ جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے لئے گورنمنٹ کا جو اپنا public exchequer ہے اس میں ہمارے پاس پیسہ ہے ہی نہیں کہ ہم اپنے ڈاکٹرز کو مزید تعلیم کے لئے بھیجیں۔ حکومتی خرچ پر کوئی نہیں گیا۔

جناب چیئرمین۔ دوسرا ان کا سوال یہ تھا کہ جو لوگ گئے ہیں ان میں سے کچھ پتہ ہے کہ کتنے واپس آئے ہیں یا وہیں رہ جاتے ہیں یا واپس بھی آ جاتے ہیں ۔ کچھ ایسا سسٹم ہے ۔ مجھے لگتا ہے سیمینارز اور کورسز والے تو واپس آ جاتے ہیں لیکن ہائر سٹڈی والے وہاں رک جاتے ہوں گے ۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی ۔ جناب higher study کی جو اب صورتحال ہے۔ پہلے جاتے تھے۔ اگر ان کو وہاں سے سکالرشپ ملتے ہیں تو پھر تو ہم بھیجتے ہیں۔ بصورت دیگر حکومت کا کوئی ایسا منصوبہ نہیں ہے نہ اس کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے نہ کسی کو بھیجا جاتا ہے۔ ایک دوسری بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ اگر لوگ services کر رہے ہوں جو پہلے ہی یہاں Government servants ہیں وہ جاتے ہیں تو ہم ان کو discourage کرتے ہیں۔ بصورت دیگر اگر وہاں ڈاکٹرز کو jobs ملتے ہوں ۔ یا وہ وہاں رہ جاتے ہوں۔ تو ان کے اوپر ہمارا کنٹرول نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ مولانا فضل محمد صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ جی حافظ فضل محمد صاحب۔

حافظ فضل محمد ۔ جناب میرا آدھا سوال تو وہ تھا جو ساتھی نے پوچھ لیا ہے۔ اس کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ متعلقہ صوبائی حکومت اور وفاقی ادارہ صحت کی طرف سے نامزد کیا جاتا ہے۔ تو جو نامزدگی کا طریقہ کار ہے کیا اس میں کسی ڈاکٹر یا آفیسر کے تجربہ کو مدنظر رکھا جاتا ہے یا ان کی ڈگریز کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ یا کیا ان کے لئے کوئی الگ قوانین ہیں ان کے تحت ان کو بھیجا جاتا ہے؟

اسی ضمن میں مزید ایک سوال ہے جس کا ابھی تذکرہ بھی ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں ایک بہت بڑی بدقسمتی اور بدنصیبی بھی ہے کہ ہمارے جو لائق لوگ ہر محکمہ میں ہوتے ہیں وہ

جب باہر چلے جاتے ہیں تو وہاں ان کو اچھی نوکریاں مل جاتی ہیں جبکہ ان پر پاکستان کا کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہوتا ہے۔ اور بعد میں وہ آخری مراحل میں بیرون ملک نوکری اختیار کر لیتے ہیں جبکہ ان کی ضرورت بنیادی طور پر پاکستان کو ہوتی ہے۔ لیکن وہ باہر چلا جاتا ہے۔ تو اس کے لیے کیا پہلے سے کوئی قانون موجود ہے یا آئندہ کے لیے حکومت کی پالیسی میں یا حکومت کے مدنظر اس چیز کو کنٹرول کرنے کے لیے کوئی قانون ہے کہ ہمارا جو خاص طبقہ ہے یا وہ جو بالائی ہے وہ لوگ باہر چلے جاتے ہیں۔ جو لائق آفیسر ہیں وہ کہیں اور چلے جاتے ہیں ان کی صلاحیتوں سے دوسرے ممالک فائدہ اٹھاتے ہیں جبکہ ان پر بیس پچیس سال تک ہماری حکومت ہی اخراجات کرتی ہے۔ لیکن وہ آخر میں باہر چلے جاتے ہیں۔ اس کے لیے کوئی قانون پہلے سے ہے یا کہ نہیں۔ اگر ہے تو اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہو رہا ہے۔ اگر نہیں ہے تو اس کو بنانے کے لیے کچھ سوچ رہے ہیں اور وہ طریقہ کار مجھے بتایا جائے۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب وزیر صحت ۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی ۔ جناب جو criterion laid down ہے میں نے وہاں پر پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایک تو یہ ہے کہ اس کی جو qualification ہے اس میں اس کی سینارٹی بھی دیکھتی ہیں ۔ اسکی جو contribution ہے، اپنی provincial government فیلڈ کے اندر جو اس کی expertise ہے وہ بھی consider کی جاتی ہیں اور پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہی ایک فرد تو بار بار نہیں بھیجا جا رہا ۔ لیکن یہ سارا criterion جو ہے یہ provincial Government کی ذمہ داری ہے ۔ جب ہمیں وہ کسی آدمی کا NOC بھیجتے ہیں کہ ہاں اس کو بھیجنے کے لیے تیار ہیں ۔ تو پھر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے کہ ہم اس کو disqualify کریں تو ہم ان میں سے دیکھتے ہیں جو نام آئے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان میں سب سے بہتر کون ہے اور دوسری جو بات فرمائی ہے، وہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جو باہر جاتے ہیں ‘--- اس سلسلے میں بڑا تفصیلی جایا جا سکتا ہے ۔ قوانین موجود ہیں ' ان کو discourage کیا جاتا ہے ۔ جو اس کے باوجود جاتے ہیں اگر وہ ملازمتوں میں سے ہوں۔ ملازمتوں سے انہیں فارغ کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ اجازت لینے کے لیے بھی ان کے concerned جو محکمے ہیں،--- یہ بات over all ساری منسٹریز پر حاوی ہے کہ جس کو وہ بھیجتے ہیں وہ اس کی ساری چیزیں دیکھ کے otherwise discourage کرتے ہیں

اور ان کی سزا کے لیے انہیں ملازمتوں سے بھی فارغ کر دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ جی انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔جناب والا میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہائر سٹڈی کا پوچھا گیا ہے اور سیمینارز کا بھی پوچھا گیا ہے ۔ تو کیا میں یہ presume کروں کہ پانچ سال میں ان سیمینارز میں گورنمنٹ کے expenses سے کوئی آدمی نہیں گیا اور وہاں کا خرچہ اور ٹکٹ وغیرہ اور واپسی کا ٹکٹ وغیرہ وہیں سے آرگنائزیشن بھیجتی رہی اور گورنمنٹ نے کسی کو seminar attend کرنے کے لیے بھی کسی ڈاکٹر کو نہیں بھیجا۔

جناب چیئرمین ۔ جی منسٹر فار ہیلتھ۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی ۔ جی بالکل نہیں بھیجا گورنمنٹ کے خرچہ پر ایک آدمی کو بھی۔

جناب چیئرمین۔ بشیر مٹہ صاحب ۔آپ کا مائیک آن نہیں ہے۔

جناب بشیر احمد مٹہ ۔ اچھا جناب۔ جو ڈاکٹر باہر جاتے ہیں یا انجنیئر یا جو بھی۔ ان کا تو ڈاکٹروں کے ساتھ concern ہے many of them who go otherwise than on government expense خود جاتے ہیں یا وہ بلاتے ہیں وہ لوگ کوالیفائیڈ ہوتے ہیں ، انگلینڈ میں یا امریکہ میں یا اور ممالک میں جا کر وہ کام کرتے ہیں and for them a need exists in our own country تو ذرا ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ کی کوئی ایسی پالیسی ہے کہ جیسا انہوں نے کہا کہ ہمارا talent باہر ہے اس کو incentive یا good prospects دیکر واپس بلایا جائے تاکہ ہمارا ملک بھی ترقی کرے سب شعبوں میں کینسر، ہارٹ آج تو specialization بہت زیادہ ہے تو اسکا کوئی ایسا پلان آپ کے زیر غور ہے جی کہ اپنے ان لوگوں کو جو باہر کام کر رہے ہیں یہاں پر کوئی incentive دیں تاکہ آجائیں جیسے قدیر صاحب نے یہاں کام کیا ہے ایسے ہمارے ڈاکٹرز آئیں گے کچھ کام کریں گے اپنے ملک میں۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی ۔ جی اس سلسلے میں میں مٹہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین، کہ نواز شریف گورنمنٹ نے 92ء میں ایسا شروع کیا تھا کہ

incentive دیئے جائیں ان کو جو واپس آنا چاہیں۔ جو instruments وہ لانا چاہتے ہیں اس کے اوپران کو ٹیکس کی چھوٹ دی جائے۔ جو وہ اپنے کلینک کی چیزیں خود لانا چاہتے ہیں ان کو free list پر لایا جائے۔ یہاں پر اگر وہ کلینک قائم کرنا چاہتے ہیں ہاسپٹلز قائم کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے ہم نے incentive دیئے ہوئے ہیں bank loans arrange کیے ہوئے ہیں اس کے اوپر interest کی کمی رکھی ہوئی ہے اس کو پرائیویٹ سیکٹر میں absorb کر کے اس کے لیے incentive کی ایک پوری تفصیل ہے جو ہم نے دی تھی اور وہ پالیسی اب تک بھی قائم ہے۔ مزید یہ کہ اب بھی جو آکے یہاں پر اپنے کلینکس قائم کرنا چاہتے ہیں ملازمتوں کے اوپر پابندی ہے' Government Hospitals میں باہر سے آنے والے ہوں یا یہاں والے ہوں۔ ان کو مزید ملازمتیں ہم نے کوئی نہیں دیں اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں constraints کی وجہ سے اور ban کی وجہ سے۔ لیکن جب وہ واپس آتے ہیں تو ان کے لئے گورنمنٹ maximum مراعات کا اعلان کر چکی ہے اور ان کو ہم اب بھی encourage کریں گے کہ وہ اپنے ملک میں آ کر اپنے لوگوں کی خدمت کریں۔

جناب چیئرمین ۔جی قائم علی شاہ صاحب' آپ نے سوال نہیں پوچھا۔

سید قائم علی شاہ ۔ جناب والا! یہ جو جواب دیا گیا ہے ' اس میں یہ واضح نہیں ہے کہ گورنمنٹ اخراجات پر کوئی گیا ہو ۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ۔۔

The names, designation, length of service of doctors sent abroad during the last five year to attend courses, seminars or for higher studies indicating also the period of their stay abroad and the amount spent in each case.-------------

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف گورنمنٹ کے اخراجات پر گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ڈاکٹرز گئے ہیں through Health Ministry اور Health Ministry کے through ہی جاتے ہیں۔ جو بھی باہر سے سکالرشپس آتی ہیں یا باہر سے کوئی بھی ریکوزیشنز آتی ہیں وہ ہیلتھ منسٹری کی منظوری سے ہی جاتی ہیں چاہے وہ صوبائی حکومتیں کرتی ہوں ۔ تو یہ اس جواب میں انہوں نے evade کیا ہے یہ جواب نہیں دیا ہے کہ حکومت کے اخراجات کے سوا جو ڈاکٹرز گئے ہیں وہ کیسے گئے ہیں کتنے گئے ہیں ۔ ان پر کیا خرچ آیا ہے ۔ تو یہ وزیر موصوف بتائیں کہ ان انجنیئرز کی

ریکوزیشن پر یا باہر سے جو اسکالر شپس ہیں ان پر بھی گئے ہیں یا نہیں گئے یا بالکل گئے ہی نہیں ہیں پاکستان سے ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب منسٹر فار ہیلتھ ۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی ۔ جناب گزارش یہ ہے کہ جو خاص طور پر سکالر شپس کی بات ہے وہ منسٹری آف ایجوکیشن سے متعلقہ ہوتے ہیں سارے، وہ engineers کے ہوں وہ ایگریکلچر کے ہوں، وہ ہیلتھ کے ہوں وہ کسی بھی سوشل سیکٹر کے ہوں اس کو منسٹری آف ایجوکیشن ڈیل کرتی ہے ۔جہاں تک یہاں پر سوال ہے کہ گورنمنٹ یا منسٹری نے وہاں پر higher education کے لئے بھیجے ہوں، ہمارے پاس جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ کوئی کسی طریقے سے یہ سسٹم نہیں ہے کہ منسٹری آف ہیلتھ جو ہے وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجتی ہو نہ صوبائی گورنمنٹ کی سفارش سے نہ on its own یہ ہے ہی نہیں کہ کسی جگہ پر کہ منسٹری آف ہیلتھ جو ہے وہ اس کو بھیجتی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب شیخ رفیق صاحب

شیخ رفیق احمد ۔ میں وزیر صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ صرف اتنا محدود نہیں ہے جس طرح آپ present کر رہے ہیں مسئلہ اس سے کہیں زیادہ گہرا ہے ۔اور وہ یہ ہے کہ ہر ڈاکٹر، مجھے سال دو سال کی باتوں کا تو پتا نہیں ہے، لیکن پہلے ہر طالب علم کے سلسلے میں اور اس کے بعد ان کی اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں ۔ It was primarily the public fund that was spent on him. King Edward College Hall میں کوئی چھ گھنٹے جا کر بیٹھے اور کسی پرائیویٹ ہوٹل میں اس قسم کے کہیں چھ گھنٹے جا کر بیٹھے تو اس کو سو دو سو روپیہ روزانہ دینا پڑ جائے ۔تو ایک ڈاکٹر بنانے کے سلسلے میں آج سے تین سال پہلے کی بات تو میں کر سکتا ہوں کہ پاکستان کا کم از کم بیس لاکھ روپیہ خرچ ہوتا تھا جو public exchequer سے mostly جاتا تھا۔ ایک پوسٹ گریجویٹ تیار کرنے پر دس لاکھ خرچ ہوتا تھا، ایک انجینئر تیار کرنے پر پندرہ لاکھ خرچ ہوتا تھا تو یہ ہم سارا خرچ کر کے ان کو قابل بنا کر سب کچھ کر کے ان لوگوں کو امریکہ اور دوسرے ملکوں کو present کر دیتے ہیں ۔اور پھر یہ لوگ وہاں پر دولت کما کر پاکستان میں واپس بھی نہیں بھیجتے۔ مزدور جاتا ہے تو واپس بھیجتا ہے، آپ

رواٹ سے ے کر میر پور تک جائیں تو آپ کو وہ بلڈنگز نظر آئیں گی جو انہوں نے، مزدوروں کے foreign exchange سے بنی ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے انگلستان کے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ تو آپ اس کو ذرا وسیع تر نقطہ نظر سے دیکھیں کہ اس brain drain کا دیگر ملکوں کا فائدہ ہوتا ہے' اس میں امریکہ کا فائدہ ہوتا ہے کہ پچیس لاکھ تو ہم نے لگایا اور پچیس لاکھ کا انٹرسٹ بھی وہ اس کو نہیں دیتے ہیں جو اس کو دو ہزار ڈالر دے دیں چار ہزار ڈالر دے دیں تو جو ہماری انوسٹمنٹ ہے وہ اس کا return بھی نہیں بنتی تو اس کو وسیع تر نکتہ نظر سے دیکھیں کہ ہمارا پبلک پیسہ جو لگا ہوتا ہے اس سلسلے میں کیا حکومت اس کو اس وسیع تر نقطہ نظر سے دیکھنے کے لئے تیار ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی وزیر برائے صحت۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ جناب ! شیخ رفیق صاحب میرے لئے انتہائی بزرگ اور قابل احترام شخص ہیں ۔ ہم نے تو ان کے جوتوں میں بیٹھ کر سیکھا ہے ۔ ان کی نیاز مندی ہے ۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے بڑی وضاحت سے دو تین باتیں عرض کی ہیں ۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ جو انہوں نے figure بتایا ہے ' آج بھی تیرہ لاکھ روپیہ ایک میڈیکل طالب علم پر حکومت کا خرچ آتا ہے ۔ یہاں پر جو پرائیویٹ میڈیکل کالجز ہیں ' آپ نے ۲۰ لاکھ فرمایا ہے اور ہم جو پانچ سال کا لگا رہے ہیں وہ میں figure عرض کر رہا ہوں وہ latest ہیں۔ اب اس میں تقریباً جو پرائیویٹ میڈیکل ہسپتال ہیں ان کے بھی ۱۷' ۱۸ لاکھ روپیہ ایک طالب علم کو ڈاکٹر بنانے پر خرچ ہوتے ہیں ۔ میں اس میں عرض کر رہا ہوں چونکہ یہ فرما رہے ہیں کہ وہ چونکہ اعلیٰ تعلیم کے لئے چلے جاتے ہیں ۔ یہ صحیح بات ہے ۔ آج سے پانچ ' چھ سال پہلے تک کی صورت حال یہ تھی کہ امریکہ ' ایران ' سعودی عرب ' برطانیہ ' کینیڈا ان تمام ممالک میں ابھی تک بھی ' بلکہ ۷۶، میں' میں امریکہ گیا تھا تو وہ پاکستان کو country of doctors سمجھتے تھے کیونکہ up States of New York اور suburb areas میں اوپر کینیڈا تک یہ پاکستانی ڈاکٹرز ہی وہاں پر موجود تھے ۔ وہاں پر وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے ہیں اور ان کی بڑی بڑی achievements ہیں ۔ ان کے کارہائے نمایاں ہیں ۔ پاکستان کا نام روشن کیا ہے لیکن حقائق کی طرف آئیں تو وہ یہ ہیں کہ ہمارے پاس اعلیٰ تعلیم کے لئے منسٹری آف ہیلتھ میں اس ڈیڑھ ' دو سال سے ' چونکہ میں

منسٹری آف ہیلتھ کی عملی طور پر handling کر رہا ہوں ۔ابھی ایک بھی دو سال میں کوئی ایسا ڈاکٹر اعلیٰ تعلیم کا نہیں ہے جو ہماری منسٹری نے بھیجا ہو ۔ اس لئے اب جو لوگ وہاں جا رہے ہیں ، ایم بی بی ایس کر کے جو وہاں جاتے ہیں تو خود بخود اپنی تعلیم کو آگے بڑھاتے ہیں ۔ improve کرتے ہیں ۔ واپسی پر ہم نے ان کے لئے incentives دیئے ہیں۔ یہ پہلی حکومت ہے جس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ایسے brains کو روکنے کے لئے ہم نے باقاعدہ اصلاحات نافذ کیں اور ان کے لئے بڑے بڑے incentives دیئے تاکہ وہ واپس اپنے ملک میں آ کر اپنے لوگوں کی خدمت کر سکیں ۔

جناب چیئرمین۔ قطب الدین صاحب۔

Khawaja Qutabuddin: Sir, my question is that with a fact that in Pakistan also, we have now very developed medical faculties which offer post graduate studies and that is the reason why the doctors and others are not going abroad in that number for advance studies, No.1.

No. 2, there is a general impression as well as concrete information that Pakistani doctors working abroad, specially in United States and U.K. are very successful and they have a huge amount available with them. I would like to know from the honourable Minister that has the Health Ministry made any survey regarding Pakistani doctors working abroad and whether Health Ministry proposes to implement any plan or has any plan to invite those doctors to come to Pakistan, to invest in Pakistan, to make hospitals and latest clinics which are almost totally non-existent in our country.

Mr. Chairman: Minister for Health.

مخدوم محمد جاوید ہاشمی ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔میں نے اس میں بڑی تفصیل سے بات کی ہے ۔ اب یہ ہے کہ اس پر بہت زیادہ repetition ہو جائے گی ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس سوال پر پہلے ہی جواب ہو چکا ہے

تو کہہ دیں کہ میں پہلے اس کا جواب دے چکا ہوں۔

Makhdoom Javed Hashmi: Yes, I have already replied.

جناب چیئرمین۔ اور in the first question کہ جی پاکستان میں اب کیا سہولتیں ہیں، اعلیٰ تعلیم اچھی ہے۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ جناب والا! یہاں پر بھی ہیں۔ یہاں پر تعلیم کی سہولتیں ہیں اور اعلیٰ تعلیم کے لئے بھی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کےلئے جو پاکستان میں میڈیکل سیکٹر ہے، یہ اللہ کا فضل ہے کہ ہم کافی اس region میں آگے ہیں اپنے limited resources کے باوجود۔ اب اگر دوسرے ملکوں سے compare کریں تو پاکستان یہاں medical sector میں relatively developed country ہے اور انشاء اللہ وہ incentives یہاں پر ہیں۔

Mr. Chairman: Last question Mustafa Kamal Rizvi Sahib.

جناب مصطفیٰ کمال رضوی۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب کہ آپ نے مجھے موقع دے دیا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے مجھے جواب میں کہا کہ I did not understand the answer میں تو یہ ان سے پوچھ رہا تھا کہ جو جواب انہوں نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ

Ministry of Health has not sent abroad any doctor on Government expenses to attend courses, seminars or for higher studies during the last five years.

اور میں نے یہی سوال پوچھا تھا کہ بھئی مجھے یہ بتائیں کہ کیا وجوہات ہیں کہ انہوں نے پانچ سال کے اندر کوئی ڈاکٹر نہیں بھیجا لیکن انہوں نے مجھے کہا کہ I did not understand the answer اور جواب میں نے آپ کے سامنے پڑھ دیا۔ میرا کہنا یہ ہے کہ he should have not said, 'I did not understand the answer' جواب میں تو انہوں نے یہی کہا تھا۔ He should have specified here that the department does not have its finances or funds to send them but why should he say 'I did not understand the answer' here. کیوں انہوں نے مجھے کہا کہ میں جواب نہیں سمجھ پایا ہوں۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ جناب والا! میں ان کی صلاحیت کو بحیثیت سینیٹر

I don't challenge his knowledge or his ability. Here I have said one thing that because of the constraint of the budget we have not sent anyone. It was categorical thing and there was no ambiguity in it. I was clear on it. I have not challenged his ability and I salute to his knowledge, ability and his contribution over here in the House.

Mr. Chairman: Next Question 125, Anwar Durrani. Q.No. 125. Khud-e-Noor on his behalf.

125. ***Mr. Muhammad Anwar Durrani:** Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the number of wheel chairs/stretchers available in PIMS indicating also the date of purchase of these items; and

(b) whether it is a fact that the said items are insufficient to meet the requirement of the patients, if not, the time by which more wheel chairs/stretchers will be purchased?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: (a) There are 100 wheel chairs and 127 stretchers available at present in PIMS. Further detail is attached at Annex-A.

(b) No.

Annex "A"

WHEEL CHAIRS

Date of Purchased.	Qty. Purchased.
January 1986 (Donated by Jica)	10
27-3-1986	05
9-9-1986	50

29-4-1990	04
2-12-1990	02
29-1-1991	02
25-3-1991	01
16-12-1991	02
6-10-1992	08
14-12-1992	02
4-8-1993	01
12-6-1996	08
26-6-1996	05
Total:	100

STRETCHERS

9-9-1986	50
9-9-1986	50
2-12-1990	02
29-1-1991	02
6-10-1992	10
1986 (Donated by Jica)	13
Total:	127

جناب خدائے نور۔ منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس وقت 100 wheel chairs اور 127 stretchers موجود ہیں لیکن دوسری طرف جہاں پر انہوں نے ان کی purchase کی detail دی ہے کہ کب کب یہ purchase ہوئے ہیں تو وہ دونوں 86ء میں بھی purchase ہوئے ہیں۔ میرا سوال صرف یہی ہے کہ آیا یہ جو آپ نے دیئے ہیں یہ صرف کاغذ کے اوپر تو نہیں ہیں۔ اس وقت آپ کے پاس 100 wheel chairs اور 127 stretchers صحیح حالت میں ہسپتال میں

کام کر رہے ہیں یا وہ کباڑخانے میں پڑے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی وزیرصحت صاحب۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ مجھے جو اطلاعات دی گئی ہیں اور جو وہاں پر موجود ہیں وہ یہی ہیں۔ خدائے نور صاحب، تین سال سے ہم ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ان کی میں عزت و احترام کرتا ہوں۔ اگر کہیں کوئی کمی ہے تو مجھے بتائیں اور اگر مجھے حکم ہے کہ میں وہاں جا کر گنتی کروں تو وہ پھر مجھے بتا دیں میں اس کے لئے بھی حاضر ہوں۔ جو مجھے بتایا گیا ہے وہ موجود ہیں اگر اس میں کوئی کمی ہو تو میرے نوٹس میں لائیں میں انُ کے خلاف action لوں گا اور جو بھی اس میں involve ہو گا اسے سزا بھی دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ قاضی محمد انور صاحب۔

قاضی محمد انور۔ جناب یہ جو منسٹر صاحب کا جواب ہے اگر آپ جواب دیکھیں تو PIMS میں 100 wheel chairs ہیں ان 100 wheel chairs میں سے 65 جو ہیں وہ 1986ء کی ہیں۔ 86ء میں دس donate ہوئی ہیں، پانچ خریدی گئی ہیں پھر 50 خریدی ہیں۔ ان کو آپ جمع کریں تو 65 out of 100 جو ہیں وہ 86ء کی ہیں۔ اسی طرح آپ stretchers میں دیکھیں یہ 127ہیں ان میں سے 113 جو ہیں وہ 1986ء کے ہیں۔ ان stretchers کو 13 سال گزر گئے ہیں، 127سے 113 نکال کر 12 رہ جاتے ہیں۔ 86ء کے بعد جو stretchers خریدے گئے وہ صرف 12ہیں اور 86ء کے بعد جو wheel chairs خریدی گئی وہ صرف 35 ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا 1986ء والی proper order میں ہیں۔ 1986ء والی تو ہو ہی نہیں سکتی ہیں۔ 1986ء میں وہیل چیئرز خریدی گئی ہیں۔ if these have been put to use, it is not possible کہ ۱۹۸۶ء میں جو وہیل چیئرز خریدی گئی ہیں وہ ۱۹۹۸ء میں بھی کام کریں تو یہ ذرا منسٹر صاحب بتائیں۔

Mr. Chairman: Minister of Health.

مخدوم محمد جاوید ہاشمی: انہوں نے concern show کیا ہے، میں اس کو میں بالکل مانتا ہوں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حال یہی ہے۔ ہمارے جو وسائل ہیں، جس انداز سے یہ سوشل سیکٹر ignore ہوا ہے کئی حکومتوں سے، شاید اس میں ہم بھی شامل ہیں۔ سوشل سیکٹر اس ملک کا سب سے زیادہ ignored sector ہے اور قاضی انور صاحب کا اس کے اوپر concern ہے۔

میں اس سے متفق ہوں کہ نئی چیزیں خریدی نہیں جا رہی ہیں۔ پرانی کو کہیں repair کرکے، کسی طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے۔

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے بھی سرکاری ہسپتال ہیں، یہ سچی بات ہے کہ یہ تو ہسپتال ہیں ہی نہیں۔ یا تو ان کو بند کردو۔ نہ یہاں ادویات ملتی ہیں، نہ کوئی اور سہولت ہے۔ اب تو سارے ملک کی یہ صورت حال ہے۔ میں صرف PIMS کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ چاہے پنجاب ہو، سندھ ہو، بلوچستان ہو، صوبہ سرحد ہو یا پختونخواہ صوبہ ہو، ہر جگہ یہ ہسپتال علاج معالجے کے لئے نہیں ہیں۔ پرچی تک نہیں ملتی۔ سوئی تک نہیں ملتی۔ ادویات بھی نہیں ملتیں ۔ مریض جو وہاں آتے ہیں وہ دھکے کھا کر واپس چلے جاتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اس سوشل سیکٹر کو اہمیت کیوں نہیں دی جاتی جو انسانی زندگی کے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔ انسانی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔ اس ملک کے ۸۰ فیصد لوگ غریب ہیں جو پرائیویٹ علاج نہیں کروا سکتے ہیں۔ شہروں کو آپ چھوڑیں، گلی کوچوں میں بھی اب پرائیویٹ کلینک ہو گئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اس ملک کے عوام کے ساتھ یہ تضاد، یہ مذاق کب تک ہوتا رہے گا۔ یا تو یہ ہے کہ اس سوشل سیکٹر کو بند کرو۔ ادویات بھی substandard ملتی ہیں۔ وہاں وہ کمیشن کھاتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ گئی گزری اور ناکارہ ادویات ہوتی ہیں جو ہسپتالوں میں ملتی ہیں۔ جس سے سر کا درد بھی نہیں جاتا ہے۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے، بنیادی مسئلہ ہے۔ اس کی طرف آپ توجہ دیں۔ یا تو ان کو ٹھیک کریں یا بہتر ہے کہ ان تمام ہسپتالوں کو تالا لگا دیں تاکہ لوگ بھی مایوسی کی بجائے بے فکر ہو جائیں۔ یہ جو پرائیویٹ کلینک مچھروں کی طرح ہیں ان کے لئے کوئی قانون بنائیں گے۔ کوئی طریقہ کار، کوئی راستہ جس سے لوگوں کو فائدہ ہو۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی۔ سوال کی سمجھ آ گئی ہے۔ حالات خراب ہیں۔ جی منسٹر صاحب۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی : جی ، بالکل خراب ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس کے لئے WHO کے ساتھ مل کر۔۔۔ میں اس ذمہ داری کو shift نہیں کروں گا۔ I will not shift the

responsibility to some other sector, or some other government or some other

person میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہیلتھ کے مسئلے ہیں ان کو ہم WHO سے اور UNICEF سے بھی بیٹھ کر discuss کریں اس پر بات کریں گے۔ یہ issues اس وقت انٹرنیشنل فورم کے اندر بھی ہیں۔ ہم اسمرو کے اندر بھی اس پر discuss کرتے ہیں اور اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ ہم اپنی ہیلتھ کیئر کو اس طریقے سے چلائیں کہ وہ decentralize ہو۔ اس کے لئے ہم نے District Health Authority بنانے کا ایک پروگرام بھی شروع کیا ہے۔ ہیلتھ کیئر اگرچہ اس نقطہ نظر سے provincial subject ہے مگر overall پالیسی ہم صوبوں کے ساتھ مل کر بناتے ہیں تو اس میں ہم نے District Health Authorities قائم کرنی شروع کی ہیں۔ اسی طریقے سے ہم نے ان اداروں کو autonomy دینے کا پروگرام بنایا ہے کہ ان کی اگر self-centred ہو جائیں گی چیزیں تو اس طریقے سے ان کو چلانے میں ایک سلسلہ بہتر طریقے سے بن جائے گا لیکن اگر یہاں سے centralized طریقے سے چلایا جائے تو results نہیں آ رہے ہیں۔ اس لئے ہم نے ہر ادارے کے لئے، جو اس منسٹری کے اندر موجود ہے، پروگرام بنایا ہے کہ autonomy دی جائے۔ اس کے علاوہ ہم community involvement کو زیادہ سے زیادہ encourage کر رہے ہیں۔ ہم ان کو improve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ اب صرف ڈاکٹروں کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہسپتال بہتر کرائیں، اس کی ایڈمنسٹریشن کے لئے دنیا بہت آگے چلی گئی ہے وہاں پر ہیلتھ ایڈمنسٹریشن ہے، یہاں پر بھی ہم نے ایک ہیلتھ سوسائٹی بنائی ہے۔ تو بنیادی طور پر ایک انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہے اسی پر ہم نے concentrate کیا ہوا ہے کہ بنیادی جو خرابیاں ہیں اس میں ہم تبدیلی لا کر وہیں کے لوگوں کو ذمہ دار بنائیں۔ ہم شروع میں ان کے جو budgetary constraints ہیں اس میں کسی حد تک share کریں گے لیکن ultimately ہم یہ انقلاب لائیں گے کہ وہی ادارے جو ہیں ان کے اندر efficiency بھی آئے اور انکے اندر autonomy بھی ہو۔ اب ایک چیئر کے لئے جناب میں مختصر جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن چونکہ یہ سوال اس طریقے سے کیا گیا۔ ایک purchase کرنی تھی 75 ہزار کی اس کے لئے لاہور سے اجازت لینے کے لئے گیارہ مہینے ہو چکے تھے۔ وہ نہیں مل رہی تھی تو یہ ساری چیزیں ہم نے دیکھیں ہر جگہ سے بلوچستان سے، سرحد سے، سندھ سے far flung areas پنجاب کے وہاں پر بھی اور خاص طور پر یہاں اسلام آباد میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ اس کو جب تک autonomous کر

کے ان کے اوپر ذمہ داری نہیں ڈالیں گے اور community کی involvement نہیں ہوگی اس کا حل نہیں نکلے گا اس لئے ہم نے انقلابی اقدامات اپنی صحت پالیسی میں بھی دیئے ہیں۔ اور اس کی implementation کے لئے جو ہمیں وقت ملا ہے اس کے اوپر ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی' جی جناب آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ : جناب چیئرمین' یہ جو تعداد دی گئی ہے 100وہیل چیئرز اور 127 سٹریچرز میں یہ پوچھوں گا کہ یہ period جو ہے 1995-96 وہیل چیئرز کا اور 86 سے 92 سٹریچرز کا ہے کیا وزیر موصوف ہمیں یہ بتا سکیں گے کہ اس period میں patient, indoor and outdoor کتنے داخل ہوئے ہیں تاکہ تناسب نکال سکیں۔

جناب چیئرمین : یہ تو میرے خیال میں کافی مشکل ہوگا۔

جناب آفتاب احمد شیخ : بات یہ ہے کہ اگر indoor patients کی تعداد ہزاروں میں ہے اور وہیل چیئرز کی جو تعداد دی گئی ہے یہ قطعی نامناسب ہے۔ اس لئے ان کی تعداد کا پوچھنا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین : ان کا کہنا یہ ہے -----

مخدوم محمد جاوید ہاشمی : میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو فرما رہے ہیں اس کے مطابق واقعی جتنے مریضوں کے لئے ہونی چاہئیں اس کے مقابلے میں یہ نسبتاً کم ہیں۔ اور اس کے بڑھانے کے لئے جو constraints ہیں وہ بھی اپنی جگہ پر ہیں لیکن ہم کوشش کریں گے کہ اس کو بڑھایا جائے۔

Mr. Chairman : May be honourable member of the Senate can donate a wheel chair each, stretcher each کچھ نہ کچھ ہم بھی تو contribute کریں ناں۔ جس طرح جاپان والے کرتے ہیں۔

Mian Raza Rabbani : Sir, I would like to point out to you sir that yesterday you issued directives to the Government to ensure that during

question hour at least a Joint Secretary of the concerned Ministry should be present here. I would draw your attention to the galleries sir, I do not think that there is anyone even above the rank of Deputy Secretary.

Mr. Chairman : I intend to issue a letter on this

پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : I want to take one exception from the statement made by Mr. Raza Rabbani, not the additional Secretary, it should be the Secretary, Secretary should be present here, after all this is a question hour, only the Secretary and Additional Secretary should be there.

I will issue it. جناب چیئرمین: چلیں یہ مشورہ کرکے، آپ لوگوں سے مشورہ کرکے

No. 126, Anwar Durrani Sahib, on his behalf, answer taken as read,

126. ***Mr. Muhammad Anwar Durrani**: Will the Minister for Health be pleased to state the name, designation and length of service of the specialists and consultants in PIMS indicating also the details of all fringe benefits permissible to them, separately in each case?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: The names, designation and length of service of the specialist and consultants is attached at Annexure-A. No special perks and benefits are admissible to these specialists and consultants which are not available to a Government Officers of equivalent rank and status.

Annex-A

LIST OF SPECIALISTS/CONSULTANTS WORKING IN

Sr.	Name of Officer	Designation	BPS	Length of

No.				Service(Years)
1.	Prof. M. Fazal Haq	Consl. Physician (Psychitary)	21	6 (Contract)
2.	Dr. Sikandar H. Khan	Consl. Surgeon (Gen. Surgery)	21	2 (Contract)
3.	Prof. G. M. Malik	Consl. Surgeon (Ortho)	20	2 (Contract)
4.	Dr. Sohail Abbas	Cons. Clinical Psychologist	20	12
5.	Dr. Kamil Muzafar	Consl. Surgeon (ENT)	20	11
6.	Dr. Azhar M. qureshi	Consl. Physician (Oncology)	20	12
7.	Prof. M. Naeem-uz-Zafar Khan	Conslt. Surgeon (PAEDS)	20	12
8.	Dr. Saleem A. Malik	Consl.. Surgeon (Plastic Surgeon)	20	09
9.	Prof. Ghayur H. Ayub	Consl. Surgeon (Gen. Surgery)	20	12
10.	Dr. Zarina Muzafar	Consl. Physician (General Medicine)	20	12
11.	Dr. Wajahat Ullah Bangash	Consl. Surgeon (ENT)	20	12
12.	Dr. Mohammad Afzal Mattu	Consl. Physician (Cardiology)	20	12
13.	Dr. Mohammad Shafiq	Consl. Surgeon (EYE)	20	12
14.	Dr. Iftikhar Ahmad	Consl. Radiologist	20	20
15.	Dr. Shaheena Qureshi	Conslt. Physician (PAEDS)	20	12
16.	Dr. M. Mumtaz Hassan	Consl. Physician	20	12

		(PAEDS)		
17.	Dr. Sakina Jaffery	Consl. Anesthesist	20	29
18.	Prof. Anwar-ul-Haq	Consl. Pathologist	20	02
19.	Prof. Ghazala Mahmood	Consl. Surgeon (Gynae)	20	02
			(Deputationist)	

1.	Dr. Muhammad Shafique	Surgeon	19	22
2.	Dr. Muhammad Zaman	Physician	19	25
3.	Dr. Mohammad Ashraf	Physician	19	10
4.	Dr. Sameh J. Khan	Physician	19	10
5.	Dr. S. Aslam Shah	Surgeon	19	21
6.	Dr. Mehmood Jamal	Physician	19	18
7.	Dr. Javed A Butt	Physician	19	12
8.	Dr. Naseer Ahmad	Physician	19	12
9.	Dr. Jehangir Akhtar	Surgeon	19	14
10.	Dr. Nighat Bilal	Physician	19	19
11.	Dr. Zulfiqar Ali	Surgeon	19	10
12.	Dr. Riaz Ahmad Sheikh	Physician	19	12
13.	Dr. Sameen Sadiqui	Physician	19	18
14.	Dr. Jamal Zafar	Physician	19	12
15.	Dr. Shahid Abbas	Physician	19	

1.	Dr. Farkanda Nazli	Asso. Physician	18	24
2.	Dr. Shahid Amin Haider	Asso. Anaesthesist	18	14
3.	Dr. Badar-ur-Samad	Asso. Anaesthesist	18	11
4.	Dr. Muhammad Zaheer Abbas	Asso. Surgeon	18	10
5.	Dr. Malik Waseem	Asso. Den. Sur.	18	22
6.	Dr. Muhammad Iqbal	Asso. Anaesthesist	18	10

7.	Dr. Khaliq-uz-Zaman	Asso. Surgeon	18	10
8.	Dr. Khurshid Anwar	Asso. Surgeon	18	10
9.	Dr. Nadeem Ahmad	Asso. Surgeon	18	12
10.	Dr. Shamim Ahmed Qazi	Asso. Physician	18	12
11.	Dr. Mohammad Afzal	Asso. Surgeon	18	10
12.	Dr. Mohammad Tariq	Asso. Physician	18	10
13.	Dr. Muhammad Shamim	Asso. Anesth.	18	10
14.	Dr. Noor Khan Lakhnana	Asso. Pathologist	18	10
15.	Dr. Matloob Azam	Asso. Physician	18	10
16.	Dr. Anser Maqsood	Dental Surgeon	18	10
17.	Dr. M. A. Zahid	Asso. Surgeon	18	18
18.	Dr. M. Safeer Abbasi	Asso. Physician	18	08
19.	Dr. Fazal Hassan	Asso. Surgeon	18	08
20.	Dr. Abid Zaheer Farooqi	Asso. Physician	18	08
21.	Dr. Imran Sikandar Khan	Asso. Surgeon	18	07
22.	Dr. Shagufta Hussain	Asso. Pathologist	18	21
23.	Dr. Tanweer Khaliq	Asso. Surgeon	18	12
24.	Dr. Tabish Hazir	Asso. Physician	18	12
25.	Dr. Ashok Kumar	Asso. Pathologist	18	12
26.	Dr. Jamil Ahmed	Asso. Surgeon	18	12
27.	Dr. Rakhshanda Rashid	Asso. Surgeon	18	13
28.	Dr. Muhammad Hamid	Asso. Physician	18	12
29.	Dr. Zafar Mehmood Nadeem	Asso. Radiologist	18	11
30.	Dr. M. Abdul Mateen	Asso. Surgeon	18	12
31.	Dr. Tashfeen Adam	Asso. Physician	18	09
32.	Dr. Gulraiz Rauf	Asso. Surgeon	18	05
33.	Dr. Rauf Niazi	Asso. Physician	18	06
34.	Dr. Iqbal S. Khan	Asso. Physician	18	05

35.	Dr. Syeda Batool Mazhar	Asso. Surgeon	18	10
36.	Dr. Hasan Abbas Zaheer	Asso. Pathologist	18	11
37.	Dr. Shazia Farooqi	Asso. Radiologist	18	12
38.	Dr. Haroon Khan	Asso. Pathologist	18	04
39.	Dr. Ikramullah Khan	Asso. Physician	18	02
40.	Dr. Farooq Afzal	Asso. Surgeon	18	02
41.	Dr. Gias-Ud-Din Butt	Asso. Physician	18	02
42.	Dr. Rizwan Taj	Asso. Physician	18	02
43.	Dr. Khawaja Kamal Nasir	Asso. Anaesthesist	18	01
44.	Dr. Asif Hussain Jaffery	Asso. Physician	18	10 months (Contract)

Mr. Chairman: Any supplementary question?

جی فرمائیے جناب قطب الدین صاحب۔

خواجہ قطب الدین : اس میں جناب ڈاکٹر کی qualification نہیں دی گئی۔

There have only stated that there are specialists in Dentistry or specialists in ....

جناب چیئرمین : وہ سوال میں نہیں مانگی گئی تھی۔

Khawaja Qutubuddin: Sir, specialists کا مانگا ہے and it requires that until and unless we do not know his qualification, it can not be determined .....

جناب چیئرمین : نہیں آپ کا جو سوال تھا اس میں نہیں مانگی گئی تھی۔ اگر کوئی مانگتا ہے تو I am sure they will provde it..

Khawaja Qutubuddin: Names, designation, length of service of the specialists and consultants, Sir, when you ask for a specialist you not only give his name but also his qualification if he is an MRCP or FRCP, whatever it is.

Mr. Chairman: I don't think so. If you want that I am sure, if you ask

that question he will provide you the reply.

مخدوم محمد جاوید ہاشمی : فریش نوٹس دے دیں تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین : آپ جواب مانگ لیں وہ دے دیں گے۔

خواجہ قطب الدین : جناب دوسرا سوال یہ ہے کہ they are only the employees of PIMS صرف یہی کام کر رہے ہیں؟ Are they allowed private practice outside?

Mr. Chairman: Minister for Health.

مخدوم محمد جاوید ہاشمی : ہمارے اس کے لئے rules موجود ہیں اس میں private practice کرنے کی اجازت ہے ملک میں

though I am personally against it but that is the policy of the government.

Mr. Chairman: Yes, please Qazi Anwar Sahib.

Qazi Muhammad Anwar: Sir, the answer of the Minister contradicts his own answer. If you see on the second paper book, in his answer here he says that no special perks and benefits are admissible to the specialists and consultants which are not available to the Government officer of equivalent rank and status.

Now see his answer to question No. 31 in the other book there he says :

(a) A total number of 2689 private patients were admitted in PIMS including Children Hospital from 1st January, 1997 till October, 1998.

(b) Rs.25 million have been charged and deposited in the treasury, Rs.43 million will be disbursed among the physicians, para-medical staff and the technicians.

I say that they are paying this money to the specialists specially just as an extra money. If he would look at his own answer, is this the not answer here

contradicted by his own answer to question No. 31, just keep it in juxtaposition. These two answers may be kept in juxtaposition and then the Minister be asked to explain.

جناب چیئرمین : جی منسٹر صاحب پتہ چل گیا ہے سوال کیا ہے۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی . مجھے تو اس میں ایسا نہیں لگتا' I see no contradiction in the answer. Special perks specially یہ جو rules میں ان کو provide کئے ہوئے ہیں لکھے ہوئے ہیں ، تفصیلات اگر وہ اس کی مانگتے ہیں تو اس میں الگ جواب دے سکتا ہوں لیکن جو parts of the Rules ہیں وہ تو ان کو ملتے ہیں پورے ملک میں There is not anything, I mean, hidden from the public لیکن اس کے علاوہ کوئی ان کو سپیشل perks وغیرہ نہیں دیے جا رہے ہیں وہ کوئی ایسے پیسے نہیں رکھے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین : جی قاضی انور صاحب۔

قاضی محمد انور . جناب اگر آپ سوال 126 اگر آپ دیکھیں اور انکا جواب دیکھ لیں ، 126 سوال یہ تھا

Will the Minister for Health be pleased to state the names, designation, length of service of the specialists and consultants in PIMS indicating also the details of all fringe benefits permissible to them separately in each case?

This was in fact the additional. Now here the answer is that no special perks and benefits are admissible to these specialists and consultants which are not admissible to a Government Officer of the equivalent rank and status.

His answer is that if a doctor is in grade 20 he would get the same what another grade 20 officer is getting. No addition.

Now see his answer to question No. 31. There is an addition and each doctor gets more than hundred thousand rupees. Total number of doctors is given 40, amount is 43 lacs which has been distributed. So, each doctor is to get

more than one lac اور یہ جو ڈاکٹر لے رہا ہے تو یہ ڈاکٹر extra لے رہا ہے۔ in addition to his salary and benefits.

جناب چیئرمین : جی وزیر برائے صحت۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی : جناب میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ اگر اس کی کوئی باقاعدہ تفصیلات بتانی ہیں تو میں وہ آپ کو بتا سکتا ہوں۔ بنیادی بات یہ ہے، فرض کریں ایک سرجن کے لئے وہاں پر prescribed ہے کہ وہ دن میں اتنے آپریشن کرے گا تو اس کے لیے فی آپریشن اتنے پیسے ہونگے۔ کچھ prescribed چیزیں ہیں جو وہاں پر موجود ہیں اس سے ہٹ کر کوئی special allowance کسی کو نہیں دیا گیا اس پورے عرصے کے اندر، اگر اور مزید وضاحت چاہیئے ہو کہ کسی کو سپیشل الاؤنس دیا گیا ہو تو وہ میرے سمجھنے میں تو یہ ہے کہ specially کسی کو دیا گیا ہے کہ اگر operation کریں گے تو آپ کو اتنے زیادہ دیں گے تو وہ اگر مجھے بتائیں تو میں I am hopeful, I will explain him.

جناب چیئرمین۔ بہرحال، جی جناب ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔ عبدالحئی صاحب سوال چھوٹا کریں، لمبا بڑا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب بالکل چھوٹا کروں گا، بالکل چھوٹا کروں گا۔ میں ان کی وضاحت اس طرح کروں گا، جناب میں خود ایک ڈاکٹر ہوں۔ ویسے جواب میں غلطی کی ہے۔ ان کو چاہیئے تھا کہ rules میں physician کو اور surgeon کو یہ اجازت ہے کہ وہ جب private ward میں مریض کو رکھیں گے تو operation میں اور دوسرے علاج معالجے میں ان کو کوئی حصہ ملتا ہے۔ وہ جائز ہے، سارے ملک میں ہے جناب۔ جناب وزیر صاحب اب آپ دیکھیں ایک سال میں جو specialists لوگ ہوتے ہیں PIMS میں وہ سترہ سو مریض جو ہیں ان کو private ward میں داخل کرتے ہیں جو پیسہ دیتے ہیں۔ اس سے اڑھائی کروڑ جو ہے گورنمنٹ کو فائدہ ہوتا ہے جس سے پچاس لاکھ کے قریب تقریباً ڈاکٹروں کو دیا جاتا ہے جو اپنی جگہ پر حقیقت ہے۔ اب جو دوسرے مریض ہیں specialists 19 نے چھ ----

جناب چیئرمین۔ جی Minister for Health

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ جناب ویسے تو ڈاکٹر صاحب نے تین باتیں فرمائی ہیں پہلی وہی ہے کہ تائید انہوں نے میری ہی کی ہے بڑا شکر گزار ہوں کہ rules میں یہ allowed ہے، میری تائید کی ہے فرمایا یہی ہے کہ منسٹر کو اس کا پتا نہیں ہے اس کے لئے شکریہ کہ صحیح میری تائید فرمائی ہے۔ indirectly دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنا دامن ان کے موتیوں سے بھر رہا ہوں جو ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نے فرمایا ہے۔ دوسری جو گزارش ہے جناب اس میں کہ یہ جو انہوں نے فرمایا ہے یہاں پر تنخواہیں اور سہولتیں بڑھائی جائیں تاکہ وہ زیادہ توجہ دے سکیں۔ آغا خان level پہ اگر ہمارے پاس وسائل ہوں تو یقیناً ہم اس پر غور کریں گے لیکن اس وقت جو تنخواہیں ہیں وہ بھی کچھ کم نہیں ہیں ڈاکٹرز صاحبان کی، sepecialists کی۔ دوسری بات یہ کہ معاشرے میں اگر اس وقت ہم دیکھیں اب یہ کسی کا ایک system ہے، اپنے افرادی attitudes ہیں۔ میں نے جیسے عرض کیا تھا میں تو ذاتی طور پر private practice کا مخالف ہوں، اس کے لئے میں کامیاب ہوتا ہوں کہ نہیں یہ الگ بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ private practice جو ہے اس نے ہسپتالوں کو booking office بنا دیا ہے یہ صرف اپنے وہاں پر booking office بنے ہوئے ہیں۔ مشینوں کو پوری صلاحیت سے کام نہیں کرنے دیتے۔ اب technocrats ہیں اگر آپ کوئی بات کریں گے تو وہ سمجھتے ہیں کہ پیشے کے خلاف بات ہو رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو hospitals ہیں ان کی طرف توجہ دینے کی بجائے جب تک ہم private practice کو ختم نہیں کریں گے تو یہ ہسپتالوں میں توجہ گھٹتی رہے گی اس کا کوئی نہ کوئی علاج ہم انشاء اللہ سوچیں گے۔ تیسری بات انہوں نے فرمائی ہے کہ ان کے ٹیلیفون بلز کتنے ہیں۔ گورنمنٹ کے گریڈ کے مطابق جو 17 Grade and above اور نیچے کے لئے ہوتے ہیں، وہ سارے کے سارے سروسز رولز apply کرتے ہیں ڈاکٹرز پر بھی، سپیشلسٹ پر بھی، گورنمنٹ کے تمام ملازمین پر بھی۔

جناب چیئرمین، جی سرانجام خان نے نہیں پوچھا جی۔ اس کے بعد آپ سرانجام خان صاحب، اس کے بعد حسین شاہ راشدی صاحب۔

جناب سرانجام خان، جناب اس میں 78 ڈاکٹرز ہیں تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو فیڈرل ایریا کا ہسپتال ہے، آیا یہاں پر سب صوبوں کا حق ہے کہ ان

کے لوگ بھی یہاں ملازمت حاصل کرسکیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو صوبہ وار ہمیں بتایا جائے کہ سندھ ' بلوچستان اور صوبہ سرحد کے کتنے ڈاکٹرز ہیں ۔

جناب چیئرمین: جی Minister for Health, آپ نے پوچھنا ہے ' انشااللہ جمعہ سے پہلے ختم کریں گے ۔ جی آپ فکر نہ کریں ۔ جی جناب۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی: میں اس کے لئے fresh notice چاہوں گا جی ۔

جناب چیئرمین: Yes. Last question, Hussain Shah Rashdi Sahib. آپ کے کافی ہوگئے ہیں ۔ جی فرمائیے ۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب میرا بھی سوال کم و بیش وہی ہے جو سرانجام خان صاحب کا ہے اور میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ جو ڈاکٹرز ہیں ' یہ تمام کے تمام اس خطہ مقدس سے تعلق رکھتے ہیں یا نظر بٹو کے طور پر کسی اور صوبے سے بھی لئے گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین: جی Minister for Health.

مخدوم محمد جاوید ہاشمی: میں نے ویسے تو عرض کر دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام آباد میں نورانی مخلوق ہوتی ہے ۔ صوبوں کے معاملات بھی اس میں آتے ہیں ۔ جس صوبے والے کو جب موقعہ ملتا ہے ' وہ اپنے اتنے بھرتی کر کے جاتا ہے کہ پھر ہسپتال چلنا مشکل ہوجاتے ہیں ۔ میں تفصیلات میں اس لئے نہیں جاتا ۔ لیکن یہاں یہ جو PIMS ہے ' خاص طور پر اسلام آباد کا ادارہ ' اس میں اکثر ڈاکٹرز کسی بیوروکریٹ کے عزیز ہوں گے ' کسی سیاستدان کے عزیز ہوں گے ' کوئی صرف صوبے کی بنیاد پر ہو گا ' صلاحیت ان میں ہو نہ ہو ' چھوٹا صوبہ ' بڑا صوبہ' وہ اس بنیاد پر بیٹھے ہوں گے۔ کسی ایک ڈسپنسر کو بھی چھیڑیں تو اس کی حمایت میں کوئی دس بیوروکریٹ ہوں گے' دس ایم این اے ہوں گے' دس سینیٹر ہوں گے اور وہ آپ کے ہاتھوں کو باندھ کر وہیں کے وہیں ہوں گے۔ یہ مقدس گائیں ہیں۔ وہ ان ہسپتالوں میں بیٹھی ہیں۔ مریضوں سے ان کا کتنا تعلق ہے یا نہیں ہے ' اس کے اوپر کوشش تو ہر آدمی کرتا ہے کہ ان کو صحیح کیا جائے لیکن حقیقت یہی ہے ۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr.Chairman: O.K. End of question hour. Leave applications

ایم ظفر صاحب نے بعض مصروفیات کی بناء پر مورخہ بارہ اورتیرہ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: اکرم شاہ خان صاحب بعض ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ تین تا چھ نومبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے ۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی دلاور خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ بارہ اور تیرہ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی عبدالرحمان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ بارہ اور تیرہ نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

Point of order regarding the imposition of governor's Rule in Sindh.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی فرمائیے حسین شاہ راشدی صاحب ۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب چیئرمین ! میں سندھ میں گورنر راج کے نفاذ پر تو بولنا چاہتا تھا، اس کا ابھی تک موقع نہیں آیا مگر سچ بات یہ ہے کہ جیسے ہمارے کسی ساتھی نے یہاں کہا تھا کہ ایک مسئلہ پر بحث ہم پوری ہی نہیں کرتے اور کوئی دوسرا بحران حکومت پیدا کر دیتی ہے ۔ کل آپ کو علم ہے جناب چیئرمین ! کہ حکومت نے ایک نوٹیفکیشن جاری کرکے

اورگورنر سے ڈپٹی کمشنر، ایس پی اور گریڈ 20 تک کے افسران کے تبادلے کا اختیار اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہم تو اس کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ سندھ میں گورنر راج کا کوئی جواز تھا' اس پر تو بحث ہوتی رہے گی۔ گزارش یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سندھ کو یہ حکومت colonize کرنا چاہتی ہے اور کل کا نوٹیفکیشن اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ بیس گریڈ میں کمشنر ، بورڈ آف ریونیو کے عملدار ، تمام autonomous bodies ، تمام authorities کے تبادلے اب فیڈرل حکومت کرے گی اس کے بعد پھر ڈپٹی کمشنر اور ایس پی کے تبادلے کا اختیار اپنے پاس رکھ کر، آپ جناب چیئرمین جانتے ہیں کہ انہوں نے پورے صوبے پر virtually قبضہ کر لیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر کے ذریعے پٹواری تک وہ اپنا اختیار چلائیں گے ۔ ایس پی کے ذریعے وہ کانسٹیبل تک اپنا اختیار چلائیں گے ۔ یہ ایک عجیب صورتحال ہے کہ گورنر راج بھی ہے اور فیڈرل حکومت کی حکمرانی بھی ہے۔ 232 میں آیا ہے کہ یا تو وفاقی حکومت گورنر سے کہے گی کہ آپ اختیار لے لو یا فیڈرل حکومت خود وہ اختیارات استعمال کرے گی ۔ اب یہاں انہوں نے چوں چوں کا مربہ بنا رکھا ہے کہ کچھ پاورز انہوں نے گورنر کو دیئے ہیں اور کچھ اپنے پاس رکھ لئے ہیں۔ اب گورنر کے پاس کوئی چیز نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ بیٹھ کر کلاسیکی موسیقی غزلیں سنیں باقی حکومت اور حکمرانی پر اس کا اختیار نہیں رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب کی جو اپنی ایک عجیب ذہنیت ہے مطلق العنانیت کی طرف ' یہ اس کا سب سے بڑا مظہر ہے ۔

جناب چیئرمین ! نواز شریف اورمسلم لیگ کی موجودہ حکومت جو وفاق کی دوسری اکائیاں ہیں خاص طور پر وفاق کی جو چھوٹی اکائیاں ہیں ان میں انتہائی بد دلی پیدا کر رہے ہیں' ایک polarization سی ہوگئی ہے۔ اس سلسلے میں اس وقت جو ہمارے نئے ساتھی ہیں میں ان سے بھی ایک گلہ کروں گا۔ مسلم لیگ مردہ ہو چکی تھی ، سرحد میں اس کا نام و نشان نہیں تھا' کراچی سے اس جڑ نکل گئی تھی' سندھ میں مسلم لیگ کو کوئی پوچھتا نہیں تھا یہ ایم کیو ایم کی پارٹی ہے جنھوں نے ہمارے ساتھ رہتے ہوئے بھی خفیہ معاہدے کئے۔ نکاح ہمارے ساتھ تھا اور آنکھ خفیہ طور پرمسلم لیگ کے ساتھ لڑاتے رہے '

جناب چیئرمین۔ اب آپ کے ساتھ آنکھ لڑانا شروع ہو گئے ہیں تو آپ کو گلہ نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ لیکن جناب' وہ وہاں سے خراب تو ہو کر آئے۔ اے این پی پہلے ہی مسلم لیگ سے ڈسی ہوئی تھی جتنے اے این پی کے آدمی مسلم لیگیوں نے مارے تھے اورمسلم لیگ حکومت میں مارے گئے وہ پہلے کبھی نہیں تھے تب بھی اے این پی نے تجربہ کیا اور وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے ۔ بلوچستان سے کبھی مسلم لیگ کو رغبت اور محبت نہیں رہی مگر اس کے باوجود بھی جے ڈبلیو پی نے ان کا ساتھ دیا اورمسلم لیگ کو جلا بخشی ۔ یہاں تک کہ نواز شریف صاحب ایوان اقبال میں تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بلوچستان میں ہمارے چار ممبران قومی اسمبلی ہیں جبکہ کسی اور پارٹی کا وہاں ممبر قومی اسمبلی نہیں ہے ۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی چھوٹی پارٹیاں ہیں ایم کیو ایم شہر سے سیٹیں لے کر آئی ہے اور پیپلز پارٹی دیہی علاقوں سے لے کر آئی ہے۔

جناب چیئرمین ۔ Just for the sake of record عرض کر دوں کہ یہ point of order نہیں ہے' بہت لمبی تقریر ہے لیکن آج وقت ہے تو ٹھیک ہے ' آپ چلیں لیکن یہ نہ ہو کہ کل اعتزاز صاحب کہیں کہ آپ نے تقریر allow کی تھی ۔ اس لئے یہ clarification ہونی چاہیئے ۔ کیونکہ point of order سرے سے بنتا ہی نہیں ۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ مسلم لیگ سندھ کے شہری اور دیہی علاقوں میں بھی ہے اور اے این پی کے بارے میں کہا کہ چونکہ ان کا ہمارے ساتھ alliance تھا اس لئے انہیں کچھ سیٹیں سرحد میں مل گئی ہیں ۔ اچھا ہوا ان کو سبق مل گیا ۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ جب ایم کیو ایم رقیب رو سیاہ یعنی مسلم لیگ کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی تو اسی ایوان میں میں نے وہاں سے کہا تھا کہ آپ پہلے بھی مسلم لیگ سے ڈسے جا چکے ہیں مہربانی کرکے ان کو چھوڑ کر آئیں ۔۔

جناب چیئرمین۔ آپ کی بات میں تضاد آ گیا کبھی آپ کہتے ہیں آنکھ لڑائی ، کبھی کہتے ہیں کہ ڈسے جاتے ہیں دونوں چیزیں نہیں ہوسکتیں یا ڈسے جائیں یا آنکھ لڑائیں۔

جناب حسین شاہ راشدی؛ میں نے گزارش یہ کی تھی کہ باوجود ڈسے جانے کے ان کو ان میں اتنی خوبصورتی نظر آئی کہ وہ پھر ان کے ہاں چلے گئے تھے اور میں نے اس وقت ایک شعر پڑھا تھا ----

قاضی محمد انور : اے این پی کو تو پیپلز پارٹی نے بھی dead bodies دی تھیں لیاقت باغ میں۔ We have dead bodies from PPP also...

جناب چیئرمین: یعنی آپ بھی ڈسے ہوئے ہیں۔

قاضی محمد انور: نوٹ کریں یہ کہ اے این پی کو پیپلز پارٹی نے لیاقت باغ سے dead bodies دیں۔ ہم اس وقت بھی خاموش رہے تھے، ہم نے کچھ نہیں کہا تھا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ دونوں پارٹیز نے مارا۔ ہمیں ایک نے بھی مارا اور دوسری نے بھی مارا۔

جناب حسین شاہ راشدی: قبلہ قاضی صاحب! میں یہ گزارش کروں کہ میں نے کبھی ------

خواجہ قطب الدین: جناب ابھی آپ نے کہا کہ کوئی point of order نہیں ہے کیونکہ وقت ہے اس لئے ان کو بولنے دیا جارہا ہے۔ تو میرے خیال سے پھر ہم بھی حق بجانب ہوں گے کہ آپ ہمیں بھی ان کو جواب دینے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین: ہاں ملے گا، ملے گا۔ لیکن اب یہ ہے ناں کہ وہ چاروں طرف سے ڈسے جا رہے ہیں۔

جناب حسین شاہ راشدی: ہاں ہاں ملے گا، ملے گا۔ آپ کو تو بہرحال ملے گا کیونکہ حکومت کی طرف سے تو کوئی بولتا ہی نہیں ہے، آپ ہی اپنی حسن خدمتی دکھاتے رہتے ہیں۔ تو میں قاضی صاحب کو یہ بتا دوں کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے آپ کو نہیں ڈسا۔ میں تو فقط یہ کہہ رہا تھا کہ آپ ابتداء ہی سے مسلم لیگ سے مار کھاتے رہے ہیں۔ اور آپ نے پھر اس کو جلا بخشی اب وہ آپ کے گلے میں پڑے ہوئے ہیں۔

جناب! اب نواز شریف صاحب اور شہباز شریف صاحب پورے پاکستان پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ وزارت خارجہ ہو، وزارت خزانہ ہو یا دوسرے اہم معاملات ہوں، بین الاقوامی وفود سے گفتگو ہو، جناب شہباز شریف صاحب کرتے ہیں۔ اور ہمیں ڈر ہے کہ اب سندھ کے معاملات میں بھی وہ مداخلت کریں گے، جو ہمیں قطعی قبول نہیں ہے۔ میں جو نقطہ بیان کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ پنجاب کے حکمران پہلے بھی چھوٹے صوبوں کے ساتھ لڑتے رہے ہیں، ان کے ساتھ بے انصافیاں

کرتے رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے عام غریب پنجابی کے متعلق بھی ایک غلط رائے قائم ہوتی ہے۔ ورنہ جتنے مظلوم پنجاب کے عوام ہیں اتنے ہی ہم ہیں۔ مگر پنجاب کے حکمرانوں کو، جو ایک ہوس ہوتی ہے کہ ہر چیز پر قبضہ کریں، نواز شریف صاحب اس کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ چاہے وہ جمہوریت کی خلعت پہن کر آئیں یا چغہ پہن کر آئیں، ان کی ذہنیت بنیادی طور پر لوہار کی ہی ہے اور وہ بالکل لوہار کی طرح پاکستان کو چلا رہے ہیں کہ جو چیز نظر آتی ہے بنی ہوئی، اس کو وہ توڑ دیتے ہیں۔

اس حکومت میں جو صوبوں کی توقیر کی گئی ہے، جناب وہ ملاحظہ فرمائیں۔ سندھ سے ڈیڑھ وزیر ہے۔ ایک پورا وزیر اور ایک آدھا وزیر ہے، آدھا وزیر سید اصغر علی شاہ صاحب ہیں۔ ان کو ہاؤسنگ اور ورکس دی گئی ہے۔ ورکس کے لئے پیسہ نہیں ہے، ہاؤسز اسلام آباد میں صرف دو ہزار ہیں اور تین لاکھ claimants ہیں اور وہ بیچارہ نئی قمیض بھی نہیں پہنتا کیونکہ ہر ایک اس کو کھینچتا رہتا ہے۔ ان کے بازو پھاڑ دیتا ہے کہ صاحب ہمیں جگہ دو۔

جناب غوث علی شاہ صاحب کو انہوں نے تعلیم دے رکھی ہے۔ تعلیم کے لئے پیسہ نہیں ہے اور اب ان کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اس بے اختیار گورنر کے لئے کہ ان کو Chief Adviser مقرر کیا جائے۔ یہ ہے سندھ کی توقیر۔ بلوچستان سے ایک نمائندہ تھا سردار یعقوب ناصر، اس کو جس بے عزتی سے نکالا گیا، اسے بتایا بھی نہیں گیا، وہ مہمانوں کے ساتھ ٹیبل پر کھانا کھا رہا تھا کہ وزیر اعظم صاحب کا خط آیا کہ آپ جائیں۔ یعنی کوئی وضع داری، کوئی نفاست دکھانی چاہیئے تھی، تو وہ نہیں دکھائی گئی۔ اسی طرح یہ تمام جو چھوٹی وفاقی اکائیاں ہیں ان کے ساتھ یہ بے انصافی چل رہی ہے۔

جناب چیئرمین! پنجاب کے حکمرانوں پر فرد جرم ذرا لمبی ہے۔ پاکستان کی تاریخ شروع ہونے کے فوراً بعد یہ شروع ہوگیا تھا۔ انہوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ مگر سچ پوچھیئے کہ چھوٹی وفاقی اکائیاں-----

جناب چیئرمین: اس طرح کرتے ہیں کہ

why don't I take this speech as a speech on the imposition of Governor's Rule?

Mr. Hussain Shah Rashidi: O. K., then I will continue.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے آپ 10 منٹ اپنی تقریر کر لیں تاکہ مولانا صاحب کا گلہ بھی ختم ہو جائے کہ ایجنڈے پر بات نہیں ہو رہی۔ اب ایجنڈے پر بات شروع ہو گئی ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب والا! کراچی کے پس منظر میں in the scenario that is prevailing in Karachi کہ آدھے گھنٹے کے بعد بجلی کاٹ دی گئی ۔ جناب والا! اس سلسلے میں ہمیں بھی point of order پر بولنے کی اجازت دیں۔

خواجہ قطب الدین۔ جناب والا! بجلی کاٹ دی گئی ، فلاں ہو گیا اس پر یہ دس دفعہ بات کر چکے ہیں ۔ اس پر ٹائم waste نہ کریں۔

(Interruption)

میاں رضا ربانی ۔ جناب والا! آپ نے ٹھیک بات کی ہے ۔ آپ راشدی صاحب کی تقریر کو ایجنڈے پر لے لیں ۔ آفتاب صاحب اور میں نے point of order اٹھانا ہے۔ لیکن جو قطب الدین کہہ رہے ہیں کہ ہاؤس کا ٹائم ضائع نہ کریں ۔

جناب والا! سندھ کے حقوق کے بارے میں سینٹ میں بات کرنا کیا سینٹ کا وقت ضائع کرنا ہے ۔ یہ سندھ کی کیا نمائندگی کر رہے ہیں ۔ He should resign, if he has the moral courage, he should resign.

(Interruption)

Mr. Hussain Shah Rashidi: Sir, I am going to conclude...

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں آپ نے تھوڑی سی بے باقاعدگی کی تو ہاؤس میں کتنا rumpus ہو گیا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ ٹائم ہے لیکن اس سے گڑبڑ پیدا ہوتی ہے۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Don't lose your energy on just shouting

کیا فائدہ۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب والا! میں point of order کو conclude کرتا ہوں اور گورنر رول پر میں بعد میں بات کروں گا۔

میری گزارش ہے کہ وفاق میں پوری پنجابی حکومت ہے اس میں کسی اور وفاقی اکائی کی نمائندگی نہیں ہے، ایک مظلوم ہے وہ وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ (وفاقی وزیر مملکت جناب اصغر علی شاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)

جناب چیئرمین۔ وہ تو سالم بیٹھے ہوئے ہیں خوش ہیں. قمیض ٹھیک ہے اور صاف ستھری ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب والا! کچھ ایسا ہے کہ ان کو یہ show put up کرنا پڑتا ہے، دل میں روتے ہیں اور باہر سے ہنستے ہیں۔ ان کو اپنی حیثیت معلوم ہے۔

میری گزارش یہ ہے کہ حکومت چھوٹی وفاقی اکائی میں یہ تاثر پیدا کر رہی ہے کہ پنجاب آہستہ آہستہ قبضہ کر رہا ہے، جس میں پنجاب کے عوام کا عمل دخل نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ایک مرتبہ پنجاب کے حکمرانوں نے بنگال پر بھی trial وغیرہ چلائی تھی جس میں جسٹس رحمان صاحب جوتے چھوڑ کے بھاگے تھے اور منظور قادر صاحب رات کو flight پر بھاگے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ نواز شریف سندھ میں آئیں تو ان کو اپنے جوتے کے تسمے کس کے باندھنا پڑیں تاکہ وہ بغیر جوتے کے نہ بھاگیں۔ میں ان کو آگاہ کرتا ہوں۔ شکریہ بہت بہت۔

(اس موقع پر نماز جمعہ کے لئے اذان کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: جناب عالی صاحب کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں۔ جی عالی صاحب۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب میں اتنی دیر سے سوچ رہا تھا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ "آنکھ لڑانا" مجھے کچھ پارلیمانی نہیں لگتا۔ لیکن چونکہ آپ بھی استعمال فرما چکے تھے۔ اس لئے میں ڈرا بیٹھا رہا۔ اب میری ہمت ہوئی ہے کہ آپ سے عرض کروں کہ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں اور سید صاحب بھی اتفاق کریں تو یہ "آنکھ لڑانے" کا حصہ expunge کر دیں۔

جناب چیئرمین: یہ context کی بات ہوتی ہے۔ constitutional آنکھ لڑانا ایک اور چیز ہے۔

شیخ رفیق احمد: آنکھ لڑانے کو آنکھ ملانے سے بدل دیا جائے۔

جناب چیئرمین: نہیں میرا خیال ہے there is nothing unparliamentary. سوال یہ ہوتا ہے کہ کس context میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ constitutional context میں استعمال ہوا ہے۔ so it is perfectly alright. کوئی خرابی نہیں ہے اس میں۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب آنکھ لڑانا ادبی محاورہ ہے۔ عالی صاحب نے خود بھی اپنے دوہوں میں یہی استعمال کیا ہے۔ اگر آنکھ لڑانا کو غیر پارلیمانی آپ کر دیں گے تو آدھی اردو شاعری unparliamentary ہو جائیگی۔

جناب چیئرمین، دیکھیں آنکھ لڑانا ' آنکھ مارنا' آنکھ بچانا ۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب جب میں نے کہا تو میں ممبر سینٹ نہیں تھا لیکن میں پوری صداقت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اس کو جس حد تک مزاح میں لے لیں لیکن اگر یہ روایت قائم ہو گئی کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں روایت نہیں بنے گی۔ عالی صاحب یہ دیکھیں کہ کس ماحول میں ' کس context میں بات ہو رہی ہے۔ اس context میں مجھے اس میں کوئی غلط یا گری ہوئی بات نظر نہیں آئی۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب میری عرض ہے کہ یہ کسی بھی تناظر میں استعمال نہیں ہونا چاہیئے۔ بہرحال آپ کی مرضی۔

جناب چیئرمین: جی آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ: جناب آپ نے مجھے اجازت دی۔ میں آپکا شکر گزار ہوں۔ کل رات کو جیسا کہ آپ کے علم میں بات آئی ۔پانچ وزراء جو یہاں تشریف فرما تھے ان کے علم میں نہیں تھی لیکن ہاؤس کے جو لوگ تھے ان کو معلوم ہو گیا تھا ۔ ہم سب کو معلوم ہو گیا تھا کہ گورنمنٹ نے ایک notification جاری کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ تھے "notwithstanding anything contained in any rule,"

جناب چیئرمین: یہ کل پڑھ دی گئی ہے so why do you read it again یہ کل اعتزاز صاحب نے پڑھ دی تھی۔

جناب آفتاب احمد شیخ، جناب چونکہ مجھے اپنا argument build up کرنا ہے اس لئے مجھے آپ پہلی clause پڑھنے دیں - "in any rule, resolution or legal instrument posting and transfer against the posts specified below, shall require prior approval of the Federal Government in the Establishment Division." یہ notification کل رات کو جاری ہوا۔ اس کے بعد رات جب مزید ڈھلی تو پتہ چلا کہ غالباً چوہدری شجاعت صاحب نے وزیراعظم صاحب سے رابطہ کیا اور ایک اخبار آج لکھتا ہے کہ اس notification پر عمل درآمد روک دیا گیا ہے۔ "جنگ" اخبار میں جو خبر چھپی ہے وہ یہ ہے کہ رات late hours میں چوہدری شجاعت صاحب نے وزیر اعظم کے ساتھ رابطہ کیا اور انہوں نے ہدایت دی اپنے پرنسپل سیکریٹری صاحب کو کہ اس notification کو withdraw کرو لیکن ساتھ ہی بتاتے ہیں کہ جو amended notification آیا ہے "provided that the Federal Government may delegate all or any of the aforesaid functions to the Governor as it deems necessary." تو اس amended notification کے بعد بھی گورنر کی پوزیشن فضا میں معلق ہے۔

عرض یہ ہے کہ جو قدم اٹھائے جا رہے ہیں یہ صرف ایک بات ثابت کرتے ہیں کہ سندھ نقشے پر exist نہیں کرتا ہے - میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا اور آج پھر کہتا ہوں کہ سندھ کو صرف اور صرف remote control سے فیڈرل گورنمنٹ چلا رہی ہے، سندھ میں کوئی حکومت نہیں ہے۔

جناب والا ! میری عرض یہ ہے کہ سندھ اسمبلی کا دروازہ بند رکھا گیا ' elected ممبران اسمبلی باہر کھڑے رہے۔ یہ نہیں معلوم کہ کتنے لوگ آجکل فیصلے کر رہے ہیں، کیونکہ کل پانچ وزراء کو معلوم نہیں تھا، یہ خبر نہیں کہ فیصلے کون لوگ کر رہے ہیں ، جب لوگوں نے سمجھایا تو اسمبلی کا دروازہ تو کھول دیا گیا لیکن بجلی کاٹ دی گئی ۔

یہ سندھ کے لوگوں کے ساتھ ' سندھ کے elected نمائندوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، جو مذاق ہو رہا ہے اور جمہوریت کا جس طرح مذاق اڑایا جا رہا ہے سندھ میں ' جناب والا ! اس سے ایسی صورت حال پیدا ہو رہی ہے کہ سندھ کے عوام یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ بڑا صوبہ ہمارے ساتھ ظلم کر رہا ہے - میاں نواز شریف کی طرف سے جو قدم اٹھائے جا رہے ہیں وہ سندھ کو یہ بتا رہے ہیں کہ سندھ ایک کالونی ہے' سندھ ایک کالونی ہے، سندھ ایک کالونی ہے۔ وہاں elected

نمائندے جمع ہوئے، وہ اپنی بات کرنا چاہتے تھے ؛ سیکریٹری کو واپس بلا لیا گیا ؛ بجلی کاٹ دی گئی - یہ سب عمل کیا ظاہر کرتا ہے -

میری عرض یہ ہے کہ جو کچھ سندھ میں ہو رہا ہے اور جو حکومت یہاں سے اقدام کر رہی ہے، یہ امن عامہ کے حوالے سے نہیں ہیں - یہ سندھ میں امن عامہ بحال کرنے کے اقدام نہیں ہیں- یہ صرف اور صرف سندھ پر قبضے ، سندھ کے بلدیاتی اداروں پر قبضے ، سندھ کی حکومت پر قبضے ،سندھ کے وسائل پر قبضے اور سندھ کی provincial Assembly پر قبضے کے لئے ہیں -

232 لگا کے پھنس گئے، 234 لگاتے تو غالباً یہ situation پیدا نہ ہوتی- 232 لگائی اب اسمبلی سے جان کس طرح چھڑائیں، کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے- تو سارے کے سارے غیر دستوری، غیر قانونی اقدام سندھ کی اسمبلی اور سندھ کے عوام کے ساتھ کئے جا رہے ہیں - میں اس فلور پر قطب الدین صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سندھ وفاق کی اکائی ہے ، وفاق کا ایک part ہے، ایک صوبہ ہے اور ان کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ ، اس طرح کا سلوک کوئی اچھا پیغام نہیں بھیج رہا ہے، کوئی اچھی صورت حال پیدا نہیں ہو رہی ہے-ہم یہ بات کریں گے اور میں ایم کیو ایم کی جانب سے آپ کو عرض کروں گا کہ جو طرز عمل اختیار کیا گیا سندھ کے خلاف ، اس پر ہم احتجاجاً واک آؤٹ کریں گے لیکن اور ساتھیوں کی تقاریر کے بعد-

جناب چیئرمین : یہ کیا بات ہوئی - جی جناب وزیر صاحب آپ ان کا جواب پہلے دے دیں-

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ 232 Article کے مطابق یہ آرڈر جاری کیا گیا ہے جس کے تحت گورنر کو فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اختیارات فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے سنبھال لیں- تو گورنر نے جتنے اختیارات سنبھالے ہیں وہ کلاز 2 کی sub-Clause(3) کے تحت فیڈرل گورنمنٹ کے behalf پر گورنر صاحب نے assume کئے ہیں-

اب یہ جو لیٹر ہے notification والا ، اس میں بھی یوں نہیں ہے کہ گورنر کے اختیارات کو واپس لیا گیا ہو بلکہ تشریح کی گئی ہے مبادا کسی جگہ پر کوئی confusion ہو- اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اختیارات تو گورنر کے ہی ہونگے لیکن وہ prior approval لے گا گورنمنٹ

سے۔ لیکن prior approval کے لئے notification کل جاری ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! میں اپنے دوستوں سے استدعا کروں گا کہ ہم ان کے تلخ ارشادات اور کئی دفعہ زہریلے الفاظ اس طرح محسوس کرتے ہیں اور برداشت کرتے ہیں جیسے کوئی بڑی میٹھی چیز ہو لیکن ہماری بات کو سننے کے لئے بھی وہ مناسب حوصلہ نہیں فرماتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس سلسلے میں کم از کم خود کچھ اپنے حقوق کا خیال کرنا چاہیئے کہ وہ غیر ضروری اعتراض نہ کریں۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس نوٹیفکیشن میں بھی مزید ترمیم کر دی گئی ہے اور آج یہ ترمیم پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔ اس کی کاپی میں نے اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں----

جناب چیئرمین۔ کل کی بات کا کچھ تو فائدہ ہوا۔ وزیر زیادہ طاقتور ہو گئے ہیں۔ ماشاء اللہ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔جناب والا اس میں کہا گیا ہے کہ۔

"Provided that the Federal Government may delegate all or any of the powers, aforesaid functions to the Governor as it deems necessary."

تو جناب والا پہلے بھی اختیارات گورنر کے تھے۔ صرف prior approval والی بات تھی۔ اس کے بارے میں یہ مزید provided کر دیا گیا ہے۔ مبادا کہیں کوئی confusion ہو اور اس سلسلے میں حکومت کی جو خواہش ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں اس confusion کو دور کرنے کے لئے اس سے بھی بہت سارے اختیارات گورنر کو تفویض کر دیئے جائیں گے۔ تو حکومت کی کوئی یہ منشاء نہیں ہے کہ کسی صورت میں گورنر صاحب کے کام میں مداخلت ہو اور ۲۰ تاریخ کا جو نوٹیفکیشن ہے اس میں بڑی وضاحت دی گئی ہے کہ جن جن چیزوں کے لئے ہم چاہتے ہیں، وہ جو کراچی اور سندھ میں برے حالات ہیں۔ ان کی اصلاح کی جائے۔ جو زیادتیاں اور دہشت گردی ہے، جتنی بھی چیزیں آج کراچی اور سندھ face کر رہا ہے۔ ان سب کو دور کرنے کے لئے وہ نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں گورنر صاحب کے جو اختیارات ہیں ان کو کسی صورت میں curtail کرنے کی یہ کوشش نہیں ہے بلکہ explain کرنے کی کوشش تھی۔ ہمارے فاضل ساتھیوں کو گورنر صاحب کے اختیارات میں کسی صورت میں قدغن اگر نظر آئے اور وہ اسے پسند نہیں فرماتے، تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے گورنر صاحب

کوجو اختیارات تفویض کئے گئے ہیں ان کو استعمال کرنے میں کسی قسم کی نہ کوئی پچ ہو گی نہ
اس میں کوئی ایسی چیز ظاہر کی جائے گی۔ کچھ دوستوں نے یہ فرمایا کہ یہ کوئی پنجابی حکومت کا
کسی قسم کا کوئی مسئلہ ہے ۔اس قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔فیڈرل گورنمنٹ پاکستان کی گورنمنٹ
ہے اور اس حیثیت سے ہم جو اختیارات استعمال کرتے ہیں۔ وہ سارے پاکستان کے angle سے
ہوتے ہیں۔سارے آئین کے مطابق ہوتے ہیں اور اس طرح کے تعصب کو اس طرح ہوا دینا
میرے خیال میں کسی کے بھی مفاد میں نہیں ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، حئی صاحب اگر چھوٹی بات کریں گے تو آپ کو موقع دوں
گا۔لمبی بات نہیں۔ --- ہو گئی بات ، پہلے حئی صاحب ۔ اب آہستہ آہستہ ، باری باری ، اب حئی
صاحب ، حئی صاحب کے بعد آپ ۔ چھوٹی بات کریں ۔ ورنہ یہ لمبی کریں گے۔چلیں پہلے پھر رضا
ربانی بات کرلیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I would just state very briefly that first of all this type of reply behoves Khalid Anwar who moulds low like plasticine and is used to give slippery explanation but such a reply coming from Watto Sahib was not expected. Sir, I would just take you back , the basic argument was that these powers were with the Federal Government , first of all , if these powers were with the Federal Government then what was the necessity of issuing and amending the order yesterday. That is No.1.

2. If that was the position , that is fine. There was no problem. The second point is that I take you back to the order , the original order of the 30th and I will just read out one paragraph out of that original order which will make it abundantly clear.

And that is "now, therefore, in exercise of the powers conferred by paragraph-c of Clause-2 of Article 232 of the Constitution , the Federal Government is pleased ," and now what is the Federal Government pleased

a) " to direct the Governor of the Province of Sindh to assume, on behalf of the Federal Government, all these functions and powers of the government of that Province and all the powers vested in or exerciseable by all bodies or authorities in the Province other than the Provincial Assembly". Which is abundantly clear that the Federal Government asked the Governor , on their behalf , to assume all powers that meant including the powers of postings and transfers, that is absolutely clear then further it goes on" provided that the Governor may allow any or all bodies or authorities to function or continue to function , subject to his control and superintendence".

Then they go down further in which they have classified as to what are the steps that are to be taken and nowhere in that order they have based, specified what they have amended yesterday and what is the amendment that has come today. I want to make one thing abundantly clear because they have tried to mislead the people by saying that the amendment has come about. We appreciate here, I would like to say, the role of the Interior Minister , that although he was not taken into confidence or the entire Cabinet was not taken in confidence because you saw the Interior Minister was here, most relevant man, he did not know about the notification, the Information Minister was here, the second most relevant man, he was not taken into confidence. The most relevant man alongwith the Interior Minister , the Law Minister was here and he was totally at bay , he did not know anything, then the Parliamentary Affairs Minister who was briefing the House on that very issue , who was discussing the amendment that had come one day prior, he was totally unaware and he had to stand up on the floor of the House and say that I am not aware of this.

So , I would like to say that where are these decisions being made?

Who is making these decisions? When Cabinet is not aware of these decisions, then where are these decisions being made? But there is one factor which is common sir, and that factor is that behind all of these Ministers, behind all of these Ministers , in their shadow lurks the actual representatives of Rai Wind. We have come to know and here I would like to make the statement on this floor of this House that we have come to know where these decisions are being made, who is the person making these decisions, we have that information and that information will be laid before this House on Monday. We will make it known to the people of Pakistan, we will make it known on the floor of the Senate of Pakistan as to who is that person, who are those people , who is that person who is making these decisions to the exclusion of the Cabinet , to the exclusion of the Parliament, to the exclusion of the elected representatives .

But now sir, coming back to this the amendment that has come , I would like to make it absolutely clear that even with this amendment to the order of the Sindh , the actual position is that even today the powers of the Governor have been ousted , the powers are with the Federal Government for postings and transfers. The Governor can not act, what is the wording if you read , "provided that the Federal Government may delegate all or any of the aforesaid functions to the Governor as deemed necessary", now that means still this minute , the provisions of the earlier order are holding the field , till such time as the Government does not delegate by way of another order or by way of another notification and there is no notification to that effect, there is no order to that effect that the provisions of the earlier order have been rescended or that these powers of transfers and postings have been delegated to the Governor.

So this is an eye wash, this is an attempt once again to mislead

Parliament. It is an attempt once again to mislead the people of Pakistan. The powers of the Governor, that were snatched away in the darkness of the night still continue to vest in Islamabad and this amendment has made no difference whatsoever.

Mr. Chairman: Anybody wants to respond to this?

ایک منٹ جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب سارے دوست بات کریں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ آج جمعہ بھی ہے جناب ۔ سوموار یا منگل کو اس کا جواب ---

جناب چیئرمین ۔جی چوہدری صاحب آپ کیا فرما رہے ہیں ۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ یہ جواب کیا دیں گے جناب ۔ یہ کابینہ ہے کہ نابینا ہے ۔ ان کو تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے ۔ اس کا تو نام تبدیل ہو گا ۔ یہ نابیناؤں کی کابینہ ہے ۔ مل کے اب ایک بن گیا ہے ۔ بڑا اچھا ہے ۔ اب Monday کو جواب دیں یا Tuesday کو دیں ۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب بات کرتے ہیں تو پھر جمعے کی --

جناب چیئرمین ۔ لمبی بات نہ کریں ڈاکٹر صاحب کیونکہ کافی تفصیل سے اس ایشو پر بات ہو چکی ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ آپ حکم دیں گے تو بیٹھ جائیں گے جناب ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں بات کریں لیکن مختصر کریں ۔دو تین منٹ جماعت کے لیے رہ گئے ہیں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ بس جناب میں دو تین منٹ بات کروں گا ۔ جناب اول تو یہ ہے کہ سندھ کے عوام کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے یعنی جس طرح سے ان کی اسمبلی معطل کر دی گئی ہے ۔ گورنر راج ہے ، میں بلوچستان کے عوام کی طرف سے اور بلوچستان کے نمائندوں

کی طرف سے ان کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہوں ۔ مکمل یکجہتی جناب ۔

ہم جمہوری لوگ ہیں ، جمہوری معاشرہ چاہتے ہیں ۔ میں سب کی نمائندگی کر رہا ہوں ' یہ پورے بلوچستان کی آواز ہے۔ ہم لوگوں کو کیونکہ بڑا تلخ تجربہ ہے ان غیر جمہوری ہتھکنڈوں کا اور 73-1972 بھی یاد آتا ہے۔ جناب ہم لوگ ان غیر جمہوری ہتھکنڈوں سے بہت سزائیں بھگت چکے ہیں۔ میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں جناب کہ یہ حکومت کس حد تک گئی ہے ' ابھی تک پندرہویں آئینی ترمیم بھی پاس نہیں ہوئی ہے اور بغیر پندرہویں آئینی ترمیم کے یہ حشر ہو رہا ہے کہ اپنے گورنر پر بھی اعتماد نہیں ہے یعنی گورنر پر سے بھی اعتماد اٹھ گیا ہے ۔ گورنر تو ان کا اپنا مقرر کردہ ہے اور وفاقی کابینہ کا حال یہ ہے کہ ان کو بھی اعتماد میں نہیں لیا جاتا ہے۔

یہ سات کے سات وزراء صاحبان ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ یہ سب بھی ہکابکا رہ گئے ہیں کہ بھئی یہ نوٹیفیکیشن کل ایشو ہوا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ فیڈرل کابینہ۔ جب فیڈرل کابینہ کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا ہے' گورنر کو نہیں پوچھا جاتا ہے' عوام کے منتخب نمائندوں کو روند دیا جاتا ہے تو پھر کیسی جمہوریت ہے' کیسے ادارے ہیں۔ کس مقصد کے لیے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ میری آپ کے توسط سے حکمران پارٹی سے یہ التجا ہو گی کہ بھائی! پنجاب کا حکمران طبقہ کچھ ہوش کے' عقل کے ناخن لے۔ بابا چھوڑو' ایسا مت کرو۔ خدا کے بندو! آپ اپنے صوبے کی بھی نیک نامی نہیں کر رہے ہیں ۔ خدا کے بندے ! آپ اگر وزیر اعظم بنے ہیں تو آپ کوئی اچھا کام کریں اور آپ ایسا کام کریں جس سے جمہوری روایات اور جمہوری ادارے مضبوط ہوں۔ آپ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ۔ سارے ملک کے عوام آپ کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی۔ بہت مہربانی جی۔ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو لہذا

the House is adjourned to meet again on Monday at 5.00 P.m.

(The House then adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Monday, the 16th November, 1998.)